تاجدارِ ختمِ نبوت زندہ باد

ماہنامہ

الحقیقۃ

مجلہ پاکستان

شمارہ 05۔فروری 2020۔جمادی الآخر۔جلد 20

اتباعِ رسول ﷺ

حیاتِ انبیاء علیہم السلام

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

امتِ مسلمہ کی زبوں حالی

آئمہ محدثین اور اہلِ قبر سے استمداد

مہنگائی کا علاج اسلام کی نظر میں

(اداریہ)

جراتوں اور شجاعتوں کا قافلہ رواں دواں

فهرست

نعت شریف

لاکھ دنیا کو بدلنا ہے بدلتی جائے
ہم نہ بدلیں گے جو موت آ کے بھی ٹلتی جائے
بھیک ہم زندگی کی اُن کے عدو سے مانگیں
یہ تو خود موت ہے جلتی ہے تو جلتی جائے
اُن کی حرمت پہ جو کٹ مرنے کے سیکھو انداز
پھر ہی ممکن ہے قسمت بھی سنبھلتی جائے
عشق اُن کا ہے جو قسمت کو جگا سکتا ہے
ورنہ کیا ہوگا اگر آنکھ ہی ملتی جائے
یہی نسخہ تو مجرب ہے شفائے دل جائے
نام سنتے جائے ، حالت بھی بہلتی جائے
یہ تصور تو کسی گستاخ کے شایاں ہے فقط
وہ بھی موجود ہوں تو جاں بھی جلتی جائے
آپ آئے تو مرادوں کے دن آئے آسیؔ
یاس کو اب ہے جو نکلنا سو نکلتی جائے

حضور مفکرِ اسلام پروفیسر محمد حسین آسیؔ علیہ الرحمہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ

یونس-۶۲

ترجمہ: سُن لو اللہ کے ولیوں پر نہ کچھ خوف ہے اور نہ کچھ غم

مہنگائی کا علاج .... اسلام کی نظر میں

مہنگائی سے مراد ہے اشیاء کی قیمتوں کا آمدن کے مقابلے میں بڑھ جانا۔ یعنی آمدن اس نسبت سے نہ بڑھے جس نسبت سے اشیاء کی قیمتیں بڑھ جائیں۔ معاشیات کی زبان میں زر کی بہت زیادہ مقدار کے مقابلے میں اشیاء کی بہت تھوڑی مقدار کا حاصل ہونا۔ وطنِ عزیز پاکستان میں اس وقت مہنگائی عروج پر ہے اور عوام الناس اپنے اپنے زاویۂ فکر کے اعتبار سے تبصرہ کرتے نظر آتے ہیں۔ ماہرین کے مطابق مہنگائی کی چیدہ چیدہ وجوہات یہ ہیں:

روپے کی قدر میں اتار چڑھاؤ: جب ملکی کرنسی کی قدر کو غیر شرعی معیار کے لحاظ سے مقرر کیا جائے اور اسے ڈالر کی باندی بنا دیا جائے تو یہ ملک میں معاشی افراتفری کا ایک سبب بنتا ہے۔ اور اس سے اشیاء کی قیمتوں کو مناسب سطح پر برقرار رکھنا ممکن نہیں رہتا۔

ذخیرہ اندوزی: اسلام نے خرید و فروخت کے چند ایسے ضوابط مقرر کیے ہیں، جن کی بنیاد پر تجارت کا فائدہ ساری انسانی برادری کو یکساں ملے اور کوئی نقصان نہ اٹھائے۔ ان میں ایک ضابطہ یہ ہے کہ انسان اشیائے ضروری کی ذخیرہ اندوزی سے بالکلیہ احتراز کرے۔ تاکہ ہر چیز بازار میں حسبِ معمول وافر مقدار میں پہنچ سکے اور قلت کی وجہ سے کسی چیز کا نرخ آسمان کو نہ چھوئے۔ ذخیرہ اندوزی مفاد پرست تاجروں کا وہ عمل ہے جس کی وجہ سے انسان غربت و افلاس سے دوچار ہوتے ہیں۔ اسی لیے سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا تھا: ''ذخیرہ اندوزی صرف خطا کار و گنہگار شخص ہی کرے گا۔'' (مسلم)

اشیائے ضرورت کی قلت: مہنگائی کا ایک سبب اشیائے ضرورت کا وافر مقدار میں مارکیٹ میں نہ پہنچنا ہے۔ جب سامان کا مطالبہ زیادہ اور سامان کی مقدار کم ہوتی ہے تو قیمتیں خود بخود بڑھ جاتی ہیں۔

فضول خرچی: قیمتوں میں اضافے کا ایک اہم سبب لوگوں میں بڑھتی فضول خرچی کے مظاہر بھی ہیں۔ آج دولت کے نشے میں بدمست حضرات بازاروں میں داخل ہوتے ہیں اور غیر ضروری چیزوں کی خریداری میں اپنی جیبیں خالی کر آتے ہیں۔ تاریخ کے اوراق میں ایک واقعہ محفوظ ہے کہ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ گوشت لیے ہوئے سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس سے گذرے۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا: اے جابر!

ہاتھ میں کیا ہے؟ انہوں نے کہا: گوشت ہے، اچھا لگا تو میں نے خرید لیا۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیا جو چیز تمہیں اچھی لگ جائے گی، تم خرید لو گے؟ کیا تم اس آیت کا مصداق قرار پانے سے نہیں ڈرتے کہ:

اَذۡهَبۡتُمۡ طَيِّبٰتِكُمۡ فِىۡ حَيَاتِكُمُ الدُّنۡيَا وَاسۡتَمۡتَعۡتُمۡ بِهَا فَالۡيَوۡمَ تُجۡزَوۡنَ عَذَابَ الۡهُوۡنِ بِمَا كُنۡتُمۡ تَسۡتَكۡبِرُوۡنَ فِى الۡاَرۡضِ بِغَيۡرِ الۡحَقِّ وَبِمَا كُنۡتُمۡ تَفۡسُقُوۡنَ... (احقاف:۲۰)

ترجمہ: تم اپنے حصے کی پاک چیزیں اپنی دنیا ہی کی زندگی میں فنا کر چکے اور انہیں برت چکے تو آج تمہیں ذلت کا عذاب بدلہ دیا جائے گا، سزا اس کی کہ تم زمین میں ناحق تکبر کرتے تھے اور سزا اس کی کہ حکم عدولی کرتے تھے۔

یعنی سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے ایک طرف تو یہ احساس دلایا کہ ایک مسلمان نفس کا غلام نہیں ہوتا بلکہ آخرت میں کامیابی کا طلبگار ہوتا ہے۔ جبکہ دوسری طرف یہ بھی سمجھ آتی ہے کہ اگر ہر شخص اپنی پسندیدہ چیزیں خریدنے لگے اور خواہشاتِ نفس کا اسیر ہو جائے تو ایسی صورت میں قلتِ سامان پیدا ہوگی جس کے سبب مہنگائی بڑھے گی۔

جذبۂ ایثار کی کمی: اسلام نے معاشرے میں بسنے والے افراد کے باہمی تعاون پر بہت زور دیا ہے۔ اصحابِ رسول کے اندر بھائی چارہ، خیر سگالی، الفت و محبت اور ایثار و قربانی کا جذبہ کوٹ کوٹ کر بھرا تھا، یہی وجہ تھی وہ ایک دوسرے کی بھوک پیاس اور غربت میں ایک دوسرے کے بہترین مددگار تھے۔ مالدار حضرات، غریب حضرات کی خوب مدد کیا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ دورِ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ میں قحط سالی واقع ہوئی۔ گندم اور دیگر اجناس سے لدا ہزار اونٹوں کا قافلہ مدینہ شریف آیا۔ سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے سارا غلہ خرید لیا۔ تاجر حضرات آپ سے یہ سب خریدنے آئے، لیکن آپ نے بغیر کسی دنیاوی منفعت کے سارا غلہ لوگوں میں فی سبیل اللہ تقسیم کر دیا۔ ایثار اور باہمی تعاون کا یہ جذبہ اگر افرادِ معاشرہ میں پیدا ہو جائے تو مہنگائی جیسی مصیبت بھی پیدا نہ ہو، نہ کوئی بھوکا سوئے۔

ٹیکسز کی بھرمار: دینِ اسلام میں دو قسم کے محصولات کو یکجا کرنا ناپسندیدہ ہے۔ جبکہ ہماری حکومتیں کئی قسم کے ٹیکس اشیائے ضرورت پہ نافذ کر دیتی ہیں، چنانچہ پیداواری قیمت زیادہ ہو جاتی ہے، جس سے قیمتِ فروخت اسی مناسبت سے کافی بڑھ جاتی ہے۔ یہی چیز مہنگائی کا ایک اہم سبب ہے۔

طاقتور بین الاقوامی اثرات: بین الاقوامی دباؤ بھی افراطِ زر کا سبب بنتا ہے۔ کیونکہ طاقتور بین الاقوامی اثرات کی وجہ سے کمزور معیشتوں میں اشیاء کی قیمتیں متوازن نہیں رہ سکتیں۔ غیر ملکی قرضوں پر سود کی ادائیگی نیز آئی ایم ایف کی شرائط بھی ہمارے ملک میں مہنگائی کے نمایاں اسباب ہیں۔ زر کی رسد میں زیادتی جیسا کہ حکومتی اخراجات اور معاشی خسارہ پورا کرنے کے لیے نوٹ چھاپنا، معاشرے میں افراطِ زر یا مہنگائی کا سیلاب لاتا ہے۔ غرضیکہ غیر اسلامی کاروباری، تجارتی اور صنعتی طریقے اقتصادی سرگرمیوں کو غیر مستحکم کرنے میں نمایاں کردار ادا کر رہے ہیں۔

دین سے بیزاری اور گناہوں پر دلیری: مہنگائی کی سب سے بڑی وجہ اللہ تعالیٰ کی حدوں کی پاسداری نہ کرنا اور اعلانیہ گناہوں کا ارتکاب ہے۔ آج ہمارے معاشرے پر برائیوں کی دبیز چادر پڑی ہے۔ بے حیائی کا بازار گرم ہے، فیشن کے نام پر دینی تعلیمات کا خون بڑی جرات سے کیا جا رہا ہے۔ ایمان متزلزل ہو چکے، انسانی قدریں دم توڑ رہیں، چھوٹے بچوں اور بچیوں کی عصمت دری کے بڑھتے واقعات، غرض انسانیت خاک و خون میں تڑپ رہی ہے۔ اور یہ سب کچھ بڑی قیامت کے چھوٹے چھوٹے مقدمات ہیں۔ آپ گذشتہ اقوام کی تاریخ پڑھیں، آپ کو معلوم ہوگا کہ اللہ کریم کی نافرمانی، تکبر و سرکشی اور دولت و منصب کے بے جا غرور نے بڑی بڑی زور آور اقوام کو خاک میں ملا دیا تھا۔ ممکن ہے بعض لوگ کہیں کہ بھلا رب کی نافرمانی اور مہنگائی کا آپس میں کیا تعلق؟ آیئے! ایک حدیث ملاحظہ کیجئے۔ سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم سے روایت ہے کہ رسولِ پاک صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"اللہ عزوجل جب کسی امت پر غضب فرماتا ہے تو ان پر عذاب نازل نہیں فرماتا، بلکہ ان کے نرخ چڑھ جاتے ہیں (یعنی مہنگائی ہو جاتی ہے)، ان کی عمریں تھوڑی ہو جاتی ہیں، ان کی تجارت کامیاب اور نفع بخش نہیں رہتی، ان سے بارش رک جاتی ہے، ان کی نہریں بہنا کم ہو جاتی ہیں اور ان کے بدبختوں کو ان پر مسلط (حکمران) کر دیتا ہے۔" (کنز العمال ج ۴ حصہ ۷ ص ۳۷۹)

مہنگائی کا علاج: ۱۔ انسان اللہ کے حضور توبہ واستغفار کرے۔ جب بھی کوئی قوم کسی مصیبت سے دوچار ہوئی، اپنے کردہ گناہوں کی وجہ سے ہوئی۔ آج مہنگائی جیسی مصیبت میں پاکستانی قوم گرفتار ہے، اس سے خلاصی پانے کا پہلا حل یہ ہے کہ قوم اپنے رب کی بارگاہ میں توبہ کرے۔ اپنی زندگیوں میں اسلامی تعلیمات نافذ کرے۔ حرام کاموں سے احتراز اور باغیانہ روش کو ترک کرے۔ تاکہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے خوش ہو کر اپنی رحمتوں کا نزول فرمائے۔ جیسا کہ نوح علیہ السلام کی زبانی اللہ کا ارشاد ہوا:

"اور میں نے کہا: اپنے رب سے معافی مانگو وہ بڑا معاف فرمانے والا ہے۔ وہ تم پر موسلا دھار بارش بھیجے گا۔ اور مال اور بیٹوں سے تمہاری مدد کرے گا۔ اور تمہارے لیے باغ بنادے گا۔ اور تمہارے لیے نہریں بنائے گا۔" (نوح: ۱۲-۱۰)

۲۔ دھوکہ دہی سے اجتناب: موجودہ تجارت کی بنیاد ہی دھوکہ دہی پر ہے۔ اشیائے خورد و نوش ہو یا لباس وغیرہ کی خریداری، تاجر پیشہ حضرات عموماً فریب دینے سے باز نہیں آتے۔ سامان کا عیب چھپاتے اور بہت زیادہ منافع لیتے ہیں۔ سیدنا ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک شخص غلہ بیچ رہا تھا۔ رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کا گذر ہوا۔ آپ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم نے اپنا مبارک ہاتھ اس غلے میں داخل کیا تو اسے اندر سے بھگا پایا۔ چنانچہ فرمایا: جو بھی دھوکہ دے گا، وہ ہمارے طریقے پر نہیں ہے (مسلم)۔ بعض جگہوں پر یہ بھی دیکھنے میں آیا ہے کہ دکاندار کے اپنے چند لوگ خریدار بن کر قیمت بڑھاتے ہیں۔ اس عمل کو شریعت میں 'نجش' کہتے ہیں۔ اس حرکت سے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم نے منع فرمایا ہے (بخاری: ۲۱۴۲)

۳۔ تلقی رکبان یعنی بازار میں پہنچنے سے پہلے تجارتی قافلے کا سامان خریدنے کی ممانعت آئی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم نے فرمایا: تم قافلے والوں کے سامان کو بازار سے پہلے بڑھ کر مت خریدو۔ جس کسی نے ایسی بیع کی تو سامان والا جب بازار پہنچے گا تو وہ نفاذِ بیع اور فسخ کے مابین مخیّر ہوگا (صحیح مسلم: ۳۸۲۳۔ سنن ابوداؤد: ۳۴۴۳۔ سنن ترمذی: ۱۲۲۱۔ سنن نسائی: ۴۵۰۱)۔ دراصل یہ فعل بازار میں اس سامان کی قلت اور مہنگا ہونے کا سبب بنتا ہے۔

۴۔ جس سامان کی قیمت میں اضافہ ہو، اس کا بدل تلاش کیا جائے یا اس کا استعمال بند کر دیں۔ سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم کے زمانہ خلافت میں مکہ کے اندر کشمش کی قیمت بڑھ گئی۔ لوگوں نے خط لکھ کر کوفے میں موجود سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے اس بات کی شکایت کی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تم لوگ کشمش کی جگہ کھجور استعمال کرو۔ کیونکہ جب ایسا کرو گے تو مانگ کی کمی کے سبب کشمش کی قیمت گر جائے گی اور وہ سستی ہو جائے گی۔ اگر سستی نہ بھی ہو تو کھجور اس کا بہترین نعم البدل ہے۔ (تاریخ ابن معین ص ۱۶۸۔ التاریخ الکبیر للبخاری: ۳۵۲۳)

یونہی ایک بار سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں گوشت کی قیمت حد درجہ بڑھ گئی۔ لوگ شکایت لے کر آپ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ نے فرمایا: اگر اس کا بھاؤ چڑھ گیا ہے تو تم اس کا استعمال کم کر دو۔ کیونکہ جب اس کا استعمال کم کر دو گے تو خود بخود اس کی قیمت کم ہو جائے گی۔ (تاریخ دمشق ۶۲۸۲۔ حلیۃ الاولیاء ۸۲۳)

قارئین الحقیقہ! یہاں ہم نے مہنگائی کے اسباب اور اسلام میں مہنگائی کا علاج تسلی بخش حد تک بیان کر دیا ہے۔ یاد رکھیں! صبر بہترین حکمتِ عملی ہے۔ صبر اور دعا بندے کو مشکلات میں باحوصلہ اور کامیاب کرتے ہیں۔ اللہ اہلِ پاکستان کا حامی و ناصر ہو۔

اتباعِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم

قرآن و حدیث کی روشنی میں

نور سحر آسویہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ ویغفرلکم ذنوبکم و اللہ غفور رحیم ٥(آل عمران:٣١)

ترجمہ: کہہ دیجئے اگر تم اللہ کی محبت رکھتے ہوتو میری پیروی کرو اللہ تم کو دوست رکھے گا اور تمہارے گناہ بخش دے گا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

ایک مسلمان کا سب سے بڑا فرض یہ ہے کہ وہ توحید ورسالت پر ایمان لائے یعنی اللہ تعالی کی وحدانیت پر ایمان لانے کے ساتھ ساتھ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت پر بھی پختہ یقین رکھتا ہو۔ ایمان بالرسول کے بغیر کوئی شخص مسلمان نہیں ہوسکتا۔ قرآن واحادیث مبارکہ سے یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہے کہ جو شخص ایمان باللہ اور ایمان بالرسول کا جامع نہ ہو وہ مسلمان ہی نہیں۔ اسی طرح اتباع رسول بھی ہر مسلمان پر فرض و واجب ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت و پیروی یہ ہے کہ آپ کے اوامر پر عمل کیا جائے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نواہی سے اجتناب کیا جائے۔ جیسا کہ آیت مبارکہ میں مذکور ہے

وما اتکم الرسول فخذوہ وما نھکم عنہ فانتھوا و اتقو اللہ ان اللہ شدید العقاب٥(الحشر:٧)

ترجمہ: اور جو کچھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تم کو دیں تم اسے لے لو اور جس سے تم کو منع فرمائیں اس سے تم باز رہو اور اللہ سے ڈرو تحقیق اللہ سخت عذاب کرنے والا ہے۔

مندرجہ بالا آیت مبارکہ سے یہ بھی ظاہر ہے کہ اللہ تعالی نے تمام اختیارات ہمارے آقا و مولا صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا فرمادیے ہیں یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمہیں جس بات کا حکم دیں اسے بجالاؤ اور جس بات سے منع فرمائیں اس سے باز رہو۔ بلکہ اس کے قریب بھی نہ جاؤ کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کے بدلے میں اللہ تعالی نے سخت عذاب کی وعید فرمائی ہے۔

لہٰذا اطاعت وفرمانبرداری اسی کی کی جاتی ہے جس سے انسان محبت کرتا ہو۔ جتنی محبت زیادہ ہوگی یہ اتباع کا جذبہ بھی اتنا ہی زیادہ ہوگا کیونکہ یہ انسان کی فطرت میں شامل ہے کہ جس سے محبت کرتا ہے اسی کی تقلید بھی کرتا ہے۔ لہٰذا اللہ تعالی قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے

النبی اولیٰ بالمومنین من انفسھم وازواجہ امھتھم (الاحزاب:٦)

ترجمہ: نبی مومنوں کے لیے ان کی جانوں سے زیادہ قریب ہیں اور ازواج پیغمبران کی مائیں ہیں۔

حضرت سہل بن عبداللہ تستری رحمۃ اللہ تعالی علیہ اپنی تفسیر میں اس آیت کے تحت فرماتے ہیں:

"جو شخص یہ نہ سمجھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی میری جان کے مالک ہیں اور یہ نہ سمجھا کہ تمام حالات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولایت (حکم وتصرف) نافذ ہے اس نے کسی حال میں اللہ کی سنت کی حلاوت نہیں چکھی۔ کیوں کہ آپ اولی بالمومنین ہیں"

ذیل میں چند مثالیں پیش کی جاتی ہیں جس سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ صحابہ کرام کس قدر محبت رسول اور اتباع رسول میں آگے تھے۔

(١): حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالی عنہ نے اپنی وفات سے چند گھنٹے پہلے اپنی صاحبزادی حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا سے دریافت کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کفن میں کتنے کپڑے تھے، حضور صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم کی وفات شریف کس دن ہوئی۔ اس سوال کی وجہ یہ تھی کہ آپ کی آرزو یہ تھی کہ کفن ویوم وفات میں بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی موافقت نصیب ہو۔ (صحیح بخاری)

(٢): مسجد نبوی سے ملحق حضرت عباس بن عبدالمطلب کا مکان تھا جس کا پرنالہ بارش میں آنے جانے والے نمازیوں پر گرا کرتا تھا۔ حضرت عمر

رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے اکھاڑ دیا۔ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کے پاس آئے اور کہنے لگے اللہ کی قسم اس پرنالے کو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دست مبارک سے میری گردن پر سوار ہو کر لگایا تھا۔ یہ سن کر حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب دیا کہ آپ میری گردن پر سوار ہو کر اس کو پھر اسی جگہ لگا دو۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔ (وفاء الوفاء)

(۴): حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کے ہاتھ میں سونے کی انگوٹھی دیکھی۔ آپ نے اس کو نکال کر پھینک دیا اور فرمایا ''کیا تم میں سے کوئی چاہتا ہے کہ آگ کی انگاری اپنے ہاتھ میں ڈالے''۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تشریف لے جانے کے بعد اس شخص سے کہا گیا کہ تو اپنی انگوٹھی اٹھا لے اور بیچ کر اس سے فائدہ اٹھا۔ اس نے جواب دیا نہیں اللہ کی قسم! میں اسے کبھی نہ لوں گا حالانکہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے پھینک دیا ہے۔ (مشکوۃ شریف)

کیونکہ صحابہ کرام جانتے تھے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت اللہ کی محبت ہے۔ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی اطاعت اللہ کی اطاعت ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیعت اللہ کی بیعت ہے۔ چنانچہ سورہ الفتح میں ہے۔

ان الذین یبایعونک انما یبایعون اللہ ید اللہ فوق ایدیھم۔ (الفتح:۱۰)

ترجمہ: وہ جو تمہاری بیعت کرتے ہیں وہ تو اللہ ہی سے بیعت کرتے ہیں ان کے ہاتھ پر اللہ کا ہاتھ ہے۔

دوسری جگہ ارشاد فرمایا:

وما رمیت اذرمیت ولکن اللہ رمی (الانفال:۱۷)

ترجمہ: اور اے محبوب وہ خاک جو تم نے پھینکی تم نے نہ پھینکی تھی بلکہ اللہ نے پھینکی۔

چنانچہ رسول اللہ کا ہاتھ اللہ کا ہاتھ ہے، رسول اللہ کا پھینکنا اللہ کا پھینکنا ہے۔

میرے مرشد کریم حضور قبلہ عالم حضرت آسی صاحب اپنی مایہ ناز تصنیف ''توحید اور محبوبان خدا کے کمالات'' میں یوں ارشاد فرماتے ہیں ''ان چند آیات پر غور فرمائیے کتنی وضاحت سے قرآن حکیم نے اس عقیدے کو نکھار کر بیان کر دیا ہے کہ اللہ اور اس کے حبیب کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک دوسرے سے جدا نہیں ہیں اور تم بے روک ٹوک ان کا ذکر اکٹھا کر سکتے ہو۔ ان کا ذکر اکٹھا کرنا توحید کے منافی نہیں بلکہ ایمان کا بنیادی تقاضا ہے اور خود اللہ کی سنت ہے''

اللہ عزوجل نے قرآن حکیم میں واضح اور خوبصورت انداز میں مسلمانوں کو تعلیم دی ہے کہ اگر مجھ تک پہنچنا چاہتے ہو تو میرے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سہارا لو کیونکہ مجھ تک پہنچنے کا وہی زینہ وقرینہ ہیں۔

من یطع الرسول فقد اطاع اللہ (النساء:۸۰)

ترجمہ: جس نے رسول کا حکم مانا بے شک اس نے اللہ کا حکم مانا۔

قرآن کریم کا یہ پیغام اس بات کی قوی دلیل ہے کہ جو شخص رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت وفرماں برداری میں زندگی بسر کر رہا ہے اسے مطمئن رہنا چاہیے کہ وہ اللہ کی ہی اطاعت میں زندگی بسر کر رہا ہے۔ لیکن اگر کوئی عقل کا اندھا رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو چھوڑ کر اللہ تک پہنچنا چاہے یا اللہ کو راضی کرنا چاہے تو یہ ناممکن ہے کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کے حکم کو ہی نہیں مانتا اللہ کے بتائے ہوئے راستے کو چھوڑ کر اللہ تک پہنچنا کیسے ممکن ہو سکتا ہے۔

کیونکہ بغیر اطاعت رسول کے نہ اس کی عبادت قبول نہ ریاضت۔ بغیر سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے دین اسلام اور قرآن مجید پر عمل کرنا بے فائدہ ہے۔ ہر وہ کام مردود ہو گا جو سنت رسول سے ہٹ کر کیا جائے۔ مثال کے طور پر قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا (اقیمو الصلوٰۃ) نماز قائم رکھو رب تعالیٰ نے نماز قائم کرنے کا حکم تو فرما دیا لیکن یہ نہیں فرمایا کس طرح قائم کی جائے نماز کے فرائض کیا ہیں واجبات کیا ہیں۔ تو جب تک ہم رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بتائے ہوئے طریقے سے نماز ادا نہ کریں تو رب کریم کا حکم پورا نہ ہوگا۔ کیونکہ ہم اللہ عزوجل کے حکم کو پورا کرنے کے لئے اس کے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے محتاج ہیں ورنہ ہم لاکھ قرآن کریم پر عمل کرنے کی کوشش کریں بغیر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کی ہدایت کے ہم اس کی ایک آیت پر بھی عمل پیرا نہیں ہو سکتے۔

صحابہ کرام کا بھی یہی معمول تھا کہ وہ ہر کام اللہ اور اس کے رسول کی رضا و خوشنودی کے لئے کرتے تھے اور اللہ کے ساتھ اس کے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر بھی فرماتے تھے۔ بخاری شریف میں ہے کہ حضرت کعب بن مالک انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا

یا رسول اللہ ان من توبتی ان انخلع من مالی صدقۃ الی اللہ والیٰ رسولہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم

ترجمہ: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میری توبہ کی تکمیل یہ ہے کہ میں اپنے سارے مال سے نکل جاؤں اللہ اور اس کے رسول کے لیے صدقہ کر کے۔

غور کریں حضرت کعب بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ نہیں فرمایا کہ میں صرف اللہ تعالیٰ کے لیے صدقہ کروں گا بلکہ اللہ عزوجل کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے بھی صدقہ ہے۔ اس حدیث مبارکہ سے ایک غلطی کا ازالہ بھی ہو جاتا ہے کہ کچھ خودغرض لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ قربانی وغیرہ صرف اللہ عزوجل کے نام پر رکھے ہوئے جانور کی ہی ہوگی اگر کسی نبی یا ولی کے نام پر رکھے ہیں تو شرک ہو جائے گا اس جانور کا گوشت حرام ہے۔ تو میں پوچھتی ہوں کہ جب آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سامنے صحابہ کرام اللہ عزوجل کے ساتھ ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کے صدقات دیا کرتے تھے تو آپ نے اپنے صحابہ کو یہ تعلیم کیوں نہ فرمائی کہ صرف اللہ کے لئے دیا کرو۔ اگر یہ سب شرک ہوتا تو میرے آقا کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جن کے شب و روز اپنے صحابہ کو اسلام کی تعلیمات دیتے ہوئے گزرتے تھے اپنے اصحاب کو اس امر سے بھی باز فرمادیتے۔

کیا یہ لوگ اپنے آپ کو نعوذ باللہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی بڑا معلم سمجھتے ہیں جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت پر بلا جھجھک کفر و شرک کے فتوے لگانے کو اپنا فرض سمجھتے ہیں۔

تمام گفتگو کا خلاصہ یہ ہے کہ کامل مومن وہی ہے جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ اس کے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا مطیع و محب ہو۔ لیکن اگر دیکھا جائے تو آج ہم اپنے دنیاوی اغراض و مقاصد کے لئے آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک سنتوں کو معاذ اللہ نظر انداز کر دیتے ہیں کیونکہ آج ہم ان بھی مذہب کو یہود و نصاریٰ کی طرح پس پشت ڈال کر دنیاوی ترقی کی حرص میں مبتلا ہو گئے ہیں۔ حالانکہ ہمارے پیارے کریم محسن آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا تھا

"کہ دنیا کافر کے لیے جنت اور مومن کے لیے قید خانہ ہے"

یہ دنیا اور دنیا کی رنگینیاں صرف ان لوگوں کے لیے ہیں جن کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں ہے۔ ارے کیا ہم اس کریم محسن صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعلیمات کو بھول گئے جنہوں نے عملی طور پر دنیا کو ترک کرنے اور آخرت کو سنوارنے کا درس دیا۔ کیونکہ ہم جتنا دنیا کی رنگ و بو میں محو ہوں گے دنیا اتنا ہی آخرت سے غافل کر دے گی۔ ہم یہ بات کیوں بھول گئے کہ دنیا ایک امتحان ہے جس کے اختتام پر ہمیں کامیابی یا ناکامی سے دوچار ہونا ہے اور اس نہ ختم ہونے والی ابدی زندگی یعنی آخرت کی زندگی اور کامیابی کے لئے اللہ تعالیٰ کے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات اور سنتوں پر عمل کرنا لازمی ہے۔

تاریخ کا مطالعہ کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ جن لوگوں نے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کو اپنے سینوں میں بسایا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک طریقوں کو اپنایا اپنی زندگی کو اللہ اور اس کے رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی راہ میں وقف کر دیا دنیا آج بھی ان کے گن گاتی ہے۔ ان کی بے نیازی کے چرچے آج بھی عالم اسلام میں ہو رہے ہیں۔ اپنے تو اپنے بیگانے بھی ان سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتے۔ ان کے کرم سے فیض یاب ہونے والے اور ان کے نام لیوا قیامت تک ان کے نیاز مند رہیں گے انشاء اللہ۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی زندگیوں میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنتوں پر عمل کرنے والا بنادے اور اپنے نیک اور برگزیدہ ولیوں کا سایہ ہمارے سروں پر تا قیامت قائم و دائم رکھے۔

ہمارے مرشد کریم واکرم سیدی حضور مفکر اسلام حضرت آسی صاحب نے اپنی تعلیمات کا جو بیش بہا قیمتی اثاثہ ہمارے لئے چھوڑا ہے، جس کی ایک ایک سطر ہمیں اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت و اتباع کی طرف دعوت فکر دے رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ان کی دستگیری و عقیدت مندی عطا فرمائے اور ان کے ذریعے ہماری بخشش فرمائے آمین۔

حیات الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام

حضرت مولانا سخاوت علی خان صاحب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

انبیا کو بھی اجل آنی ہے　　مگر ایسی کہ فقط آنی ہے

پھر اسی آن کے بعد ان کی حیات　　مثل سابق وہی جسمانی ہے

روح تو سب کی ہے زندہ ان کا　　جسم پرنور بھی روحانی ہے

یہ ہیں حی ابدی ان کو رضا　　صدق وعدہ کی قضا مانی ہے

ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ تمام انبیاء کرام علیہ الصلاۃ والسلام بالخصوص رحمت للعالمین صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم حیات حقیقی جسمانی کے ساتھ زندہ ہیں۔ اپنی نورانی قبروں میں اللہ کا دیا ہوا رزق کھاتے ہیں، نمازیں پڑھتے ہیں، گونا گوں لذتیں حاصل کرتے ہیں۔ سنتے ہیں، دیکھتے ہیں، جانتے ہیں، کلام فرماتے ہیں اور سلام پیش کرنے والوں کو جواب دیتے ہیں۔ چلتے پھرتے اور جہاں چاہیں آتے جاتے ہیں۔ جس طرح چاہیں تصرفات فرماتے ہیں، اپنی امتوں کے اعمال کا مشاہدہ فرماتے ہیں ہیں اور مستفیضین کو فیوض و برکات پہنچاتے ہیں۔ اس عالم دنیا میں بھی ان کا مشاہدہ ہوتا ہے۔ بہت سے خوش نصیبوں نے بارہا ان کے جمال جہاں آراء کی زیارت کی اور ان کے انوار سے مستنیر ہوئے

زمین کو انبیاء کا جسم حرام ہے

مشکوٰۃ شریف کی حدیث ہے کہ حضور اکرم سید عالم صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کرام سے ارشاد فرمایا کہ جمعہ کے دن مجھ پر بکثرت درود پڑھا کرو کیونکہ تمہارا درود مجھ تک پہنچایا جاتا ہے۔ صحابہ کرام نے عرض کیا یا یارسول اللہ! جب تک آپ زندہ ہیں اس وقت تک تو یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ آپ کی خدمت میں ہمارا درود پیش کیا جاتا ہے لیکن یارسول اللہ جب آپ انتقال فرمائیں گے اور قبر میں آپ کا جسم مقدس بوسیدہ ہو جائے گا تو اس وقت کس طرح ہمارا درود آپ تک پہنچے گا۔ یہ سن کر سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ

ان اللہ حرم علیٰ الارض ان تاکل اجساد الانبیاء فنبی اللہ حی یرزق۔ (مشکوٰۃ شریف باب الجمعہ)

یعنی بے شک اللہ تعالی نے حرام کیا ہے زمین پر کہ انبیاء علیہ السلام کے جسموں کو خراب کرے لہذا اللہ تعالی کے نبی زندہ ہیں اور روزی دیئے جاتے ہیں

نمبر 2: ابویعلی نے اپنی مسند میں اور بیہقی نے اپنی حیات الانبیاء میں حضرت انس رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا

الانبیاء احیاء فی قبورھم یصلون

ترجمہ: انبیائے کرام علیہ السلام اپنی نورانی قبروں میں زندہ ہیں اور وہاں نماز پڑھتے ہیں۔ (انباء الاذکیاء)

موسیٰ علیہ السلام

نمبر۳:   عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم لیلۃ اسری بہ مر علیٰ موسیٰ علیہ السلام وھو یصلی فی قبرہ۔   (رواہ مسلم۔انباء الاذکیاء)

ترجمہ۔امام مسلم نے حضرت انس رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت کی ہے کہ نبی صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم شب معراج موسی علیہ السلام کے پاس سے گزرے وہ اپنے مزار میں نماز پڑھ رہے تھے

امام بیہقی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت کی کہ حضور صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا

(ترجمہ) بے شک میں نے اپنے آپ کو انبیاء علیہم السلام کی جماعت میں دیکھا۔ناگاہ موسی علیہ السلام کھڑے نماز پڑھ رہے تھے۔ہلکے بدن اور گھونگھریالے بالوں والے ہیں گویا وہ قبیلہ شنوۃ کے لوگوں میں سے ہیں اور عیسی بن مریم علیہ السلام کا سامنا ہوا تو وہ بھی نماز میں کھڑے تھے اور یوں ہی ابراہیم علیہ السلام نماز میں کھڑے تھے ان کے ہمشکل سب سے زیادہ تمہارے آقا ہیں۔(اس سے حضور نے اپنی ذات پاک مراد لی ہے) پھر نماز کی تیاری ہوئی میں نے انبیاء کرام کی امامت کی۔

دربار محبوب اور ہمارا درود: امام اصبہانی نے ترغیب میں حضرت انس رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت فرمائی کہ جو شخص جمعہ کے دن اور جمعہ کی شب میں مجھ پر سو بار درود بھیجے اس کی سو حاجتیں پوری ہوں گی،ستر ضرورتیں آخرت کی اور تیس دنیا کی۔پھر اللہ تعالی اس درود شریف پر ایک فرشتہ مقرر فرمائے گا جو اس درود کو قبر میں میرے سامنے پیش کرے گا جس طرح تمہارے سامنے ہدیہ پیش کیے جاتے ہیں۔

ان علمی بعد موتی کعلمی فی الحیات   ترجمہ: بے شک میرا علم وصال کے بعد ایسا ہی ہے جیسے دنیا کی زندگی میں ہے۔

عن عمار سمعت النبی صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم یقول ان للہ تعالیٰ ملکاً اعطاہ السماع الخلائق قائم علی قبری فما من احد یصلی علیٰ صلاۃ الا بلغنیھا۔

ترجمہ حضرت عمار رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا کہ اللہ تعالی کا ایک فرشتہ ایسا ہے کہ اس کو تمام مخلوق کی باتیں سننے کی طاقت بخشی گئی ہے وہ فرشتہ میری قبر کے پاس کھڑا رہے گا تو جو کوئی مجھ پر درود بھیجے گا وہ فرشتہ مجھ تک پہنچاتا رہے گا۔(انباء الاذکیا للسیوطی)

مزار پاک سے اذان کی آواز: حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا کہ جنگ حرہ (یعنی جب یزیدی فوج نے مدینہ منورہ پر چڑھائی کی تھی) مسجد نبوی شریف میں صرف میں ہی تھا اور ہر نماز کے وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مزار پاک سے میں اذان اور اقامت کی آواز سنتا تھا

حضرت عیسی علیہ السلام: ابو یعلی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت کی

ترجمہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے سنا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے کہ عیسی بن مریم ضرور (آسمان سے) نازل ہوں گے اس کے بعد اگر وہ میری قبر پر آ کر یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کہہ کر پکاریں تو میں انہیں ضرور جواب دوں گا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ودیگر انبیاء کرام علیہم السلام کی حیات جسمانیہ مبارکہ کے ثبوت میں جنت کے آٹھ ابواب کے اعداد کی مطابقت

میں آٹھ مبارک حدیثوں کے ذکر پر اکتفاء کرتا ہوں جن سے آفتاب نیم روز کی طرح ثابت ہو گیا کہ یہ مقدس ہستیاں زندہ وجاوید ہیں اور عبادت الٰہیہ میں مشغول ہیں اور بالخصوص سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم درود شریف پیش کرنے والے امتیوں کے درود کو سنتے اور سلاموں کا جواب عنایت فرماتے ہیں۔اب دلائل کے آخر میں حجت تامہ قائم کرنے کے لئے دیو بندی مکتبہ فکر کی دو مسلمہ اور متفقہ کتابوں کی عبارات کا نقل ضروری خیال کرتا ہوں۔

ترجمہ۔ ہمارے نزدیک اور ہمارے مشائخ کے نزدیک رسول صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قبر مبارک میں زندہ ہیں اور آپ کی حیات (زندگی) دنیا کی سی ہے۔ بلا مکلف ہونے کے اور یہ حیات مخصوص ہے آنحضرت اور تمام انبیاء علیہم السلام اور شہداء کے ساتھ، برزخی نہیں جو کہ حاصل ہے تمام مسلمانوں کو بلکہ سب آدمیوں کو۔(المہند اردو)

دیکھا آپ نے المہند کی مذکورہ عبارت میں نہ صرف خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم بلکہ تمام انبیاء کرام وشہدا اسلام کی دنیا کی سی زندگی کا صاف صاف لفظوں میں اقرار ہے۔ سچ ہے حق ہے جو سر پر چڑھ کر بولے ۔

شاہ ولی اللہ صاحب :فیوض الحرمین حضرت شاہ ولی اللہ صاحب کی وہ کتاب ہے جس میں انہوں نے دربار خداوندی میں و دربار نبوی سے فیوض و برکات حاصل ہونے کا تذکرہ کیا ہے۔ذیل کی عبارات اسی کتاب سے اخذ شدہ ہیں فرماتے ہیں

ترجمہ: جس وقت میں مدینہ منورہ میں داخل ہوا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ اقدس کی زیارت کی تو آپ کی روح مبارک ومقدس کو ظاہر میں کھلم کھلا دیکھا۔صرف عالم ارواح میں نہیں بلکہ عالم مثال میں ان آنکھوں سے قریب۔دوسری جگہ فرماتے ہیں

ترجمہ: دیکھا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اکثر امور میں بار بار اصلی صورت مقدسہ میں حالانکہ میری پوری خواہش یہ تھی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو میں عالم روحانیت میں دیکھوں نہ کے جسمانیت میں، پس میں سمجھ گیا کہ یہ آپ کا خاصہ ہے کہ روح کو صورت جسم میں فرمادیں اور یہ وہی بات ہے جس کی طرف حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اشارہ فرمایا ہے کہ انبیاء مرتے نہیں (بلکہ زندہ رہتے ہیں) اور قبروں میں نماز پڑھتے ہیں اور حج کیا کرتے ہیں اور وہ زندہ ہیں وغیرہ ذالک

غور کیجیے کہ حضرت شاہ صاحب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زندہ وجاوید ہونے کو مانتے ہیں اور حیات طیبہ مبارکہ کے ثبوت میں حدیث پاک میں برھان بھی قائم کر رہے ہیں اور خود زیارت مقدسہ سے بارہا فیضیاب ہونے کا اقرار فرمارہے ہیں کسی نے سچ کہا ہے۔

وہ زندہ جاوید نبی زندہ رہے گا　　　اور اس سے جو انکار کرلے بوجہلی ہے

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ملاحظہ فرمانا: اسی فیوض الحرمین میں محدث صاحب اور آگے دوسرے مشہد میں بیان فرماتے ہیں کہ

لن یزل صلی اللہ تعالیٰ علیه واله وسلم ولا یزال متوجها الی الخلق مقبلاً الیھم بوجھه (فیض الحرمین صفحہ ۳۰)

ترجمہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ مخلوق کی جانب چہرہ مبارکہ فرماتے رہیں گے۔

لہٰذا آپ حیات جسمانیہ کے ساتھ زندہ رہنے کے زیادہ حقدار ہیں کیونکہ آپ رحمت للعالمین ہیں۔شعر

افلت شموس الاولین و شمسنا　　　ابداً علیٰ افق العلیٰ لا تغرب

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس شعر کا ترجمہ فرمایا ہے ملاحظہ کریں

بجھ گئیں جس کے آگے سبھی مشعلیں	شمع وہ لے کر آیا ہمارا نبی صلی اللہ علیہ وسلم
کیا خبر کتنے تا رے کھلے چھپ کے	پر نہ ڈوبے نہ ڈوبا ہمارا نبی صلی اللہ علیہ وسلم

شاہ صاحب اور آگے چل کر فرماتے ہیں کہ

رائته صلی الله تعالیٰ علیه و اله وسلم ینشرح انشرا ما عظیماً لمن صلی علیه او مد حه و رایته صلی الله تعالیٰ علیه و اله وسلم بارزً امفیضاً فیض الصحبة کمثل المشائخ الصوفیة فی مجالس الافاضة و انا بین یدیه (فیوض الحرمین صفحہ ۳۳)

ترجمہ: میں نے حضور علیہ الصلاۃ والسلام کو دیکھا کہ جب کوئی آپ کی خدمت میں درود شریف کا تحفہ بھیجتا ہے یا نعت پاک پیش کرتا ہے تو سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم بہت زیادہ خوش ہوتے ہیں اور میں نے دیکھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم حاضرین بارگاہ کو خوان نعمت سے کھلم کھلا فیضیاب فرماتے ہیں۔ جیسے کہ صوفیاء حضرات اپنی مجلسوں میں فیض رسانی فرماتے ہیں اور میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حضور کے روبرو حاضر تھا۔

امام بیہقی کی حیات انبیاء اور علامہ جلال الملۃ والدین جلال الدین سیوطی کی انباء الاذکیا سے نقل کردہ احادیث مبارکہ اور مذکورہ دونوں کتابوں المہند و فیوض الحرمین کی عبارات سے واضح طور پر حیات طیبہ انبیاء کرام علیہ السلام کا ثبوت ہو چکا۔ ان تصریحات کے باوجود کوئی ہٹ دھرم ہی ہوگا جس کو شک وشبہ باقی رہ جائے یا بطور بغض وعناد انکار کی مجال کر سکے۔

گر نہ بیند بروز شپرہ چشم	چشمہ آفتاب راچہ گناہ

ناخلف: حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے فیوض الحرمین کے اندر کس قدر کھلے الفاظ میں حضور رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی زیارت پاک کو بیان کیا اور حیات جسمانیہ کا اقرار کیا اور حدیث شریف سے استدلال لائے ہیں۔ مگر انہی کے خاندان کا ایک ناخلف پوتا اسماعیل دہلوی ہے۔ جس نے تقویۃ الایمان صفحہ ۶۰ پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مردہ بتایا اور اپنے اس گندے خیال کی نسبت سرکار کی طرف کر دی۔ یعنی میں بھی ایک دن مر کر مٹی میں ملنے والا ہوں معاذ اللہ نعوذ باللہ۔ معمولی پڑھا لکھا انسان جانتا ہے کہ مٹی میں ملنا تباہ و برباد ہو جانے، سڑ یا گل جانے کے معنی میں استعمال ہوتا ہے حالانکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں

ان الله حرم علی الارض ان تاکل اجساد الانبیاء

کہ اللہ تعالیٰ نے زمین کو حرام فرمایا کہ وہ انبیاء کے اجسام (طیبہ) کو کوئی گزند پہنچائے۔

ایک جانب یہ صریح حدیث ہے دوسری جانب تقویۃ الایمان کی عبارت ہے۔ دیکھئے کس قدر فرمان نبوی کی مخالفت کر رہی ہے۔ کم از کم یہ شخص اپنے دادا کی فیوض الحرمین ہی کا اگر مطالعہ کر لیتا تو باپ دادا کی مخالفت تو نہ لازم آتی۔

باپ کا علم نہ بیٹے کو اگر از بر ہو
پھر پسر لائق میراث پدر کیوں کر ہو

جسم اطہر کے ساتھ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تشریف آوری:

حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی اپنی کتاب درثمین میں تحریر فرماتے ہیں کہ

ترجمہ: شاہ ولی اللہ صاحب اپنے والد ماجد شاہ عبدالرحیم صاحب علیہ الرحمہ کا واقعہ بیان کرتے ہیں کہ میرے والد نے فرمایا میں بیمار تھا۔ جناب سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے کرم فرمایا اور خواب میں زیارت کے شرف سے نواز ااور مجھ سے حال دریافت فرمایا کہ بیٹا کیسی طبیعت ہے۔ شفایابی کی بشارت دے کر دو موئے مبارک اپنی ریش پاک سے عطا فرمائے میں اسی وقت تندرست ہو گیا۔ سارا مرض دور ہو گیا اور دو عدد بال شریف جو حضور نے عنایت فرمائے تھے بیداری کے بعد ان کے پاس موجود رہے۔ پھر حضرت والد صاحب نے ایک بال شریف مجھ کو عنایت فرمایا جو میرے پاس اب تک موجود ہے۔

انفاس العارفین میں شاہ ولی اللہ صاحب نے اس واقعے کو مفصل طور پر تحریر فرمایا ہے اس میں سینہ پاک سے لپٹنے اور درازی عمر کی دعا وغیرہ کا بھی ذکر ہے۔ (الاستشفاء والتوسل صفحہ ۹۴)

موئے مبارک کا اعجاز: حضرت شاہ عبدالرحیم صاحب ان موئے مبارک کے خواص واعجاز کے بیان میں فرماتے ہیں کہ دو موئے مبارک آپس میں لپٹے ہوئے رہتے تھے۔ لیکن جب درود پاک پڑھا جاتا تو دونوں ایک دوسرے سے الگ ہو جاتے۔ دوسرے یہ کہ ایک مرتبہ تین منکر امتحان لینے کے لئے آئے۔ میں نے ان کی بے ادبی اور گستاخی کی وجہ سے دیکھنے کی اجازت نہیں دی۔ بہت بحث ومباحثہ کے بعد جب دونوں موئے مبارک کو باہر دھوپ میں نکالا گیا تو فوراً بادل کا ٹکڑا ظاہر ہوا حالانکہ سخت گرمیوں کا زمانہ تھا۔ بادل کا کہیں نام ونشان تک نہ تھا۔ یہ منظر دیکھ کر ان تینوں میں سے ایک نے بے ادبی وگستاخی سے توبہ کر لی۔ لیکن اس کے دو ساتھیوں نے کہا کہ یہ اتفاقی بات ہے کہ بادل ظاہر ہو گیا۔ لیکن جب دوبارہ باہر جایا گیا تو فوراً پھر ابر ظاہر ہو کر سایہ کر لیا۔ اس مرتبہ ان دونوں میں ایک توبہ کر کے راہ راست پر آ گیا۔ مگر ایک اب بھی بولا کہ یہ عمل اتفاقی ہے۔ جب تیسری مرتبہ دھوپ میں موئے مبارک کو لایا گیا تو اس بار بھی بادل نے ظاہر ہو کر سایہ کر لیا۔ اب اس تیسرے شخص نے بھی بے ادبی اور گستاخی سے توبہ کر کے راہ ہدایت اختیار کی۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک

تیسرا اعجاز یہ ہے کہ ایک مرتبہ کثیر تعداد میں لوگ موئے مبارک کی زیارت کے لئے میرے پاس آئے میں نے چاہا کہ قفل کھول کر موئے مبارک نکالوں مگر باوجود پوری کوشش کے قفل نہ کھلا۔ مراقبہ کرنے کا پر بتا چلا کے اس مجمع میں کوئی جنب (ناپاک) ہے۔ فوراً میں نے سب کو طہارت کا حکم دیا جب وہ ناپاک شخص بھی باہر گیا۔ اب قفل کو جو ہاتھ لگایا تو آسانی سے کھل گیا اور سب نے زیارت کا شرف حاصل کیا۔ (الاستشفاء والتوسل صفحہ ۹۵)

سبحان اللہ اس نورانی بیان کے سننے سے ایمان تازہ ہو جاتا ہے لیکن

آنکھ والا تیرے جلووں کا تماشہ دیکھے　　　دیدہ کور کو کیا آئے نظر کیا دیکھے

جس کے قلب کا ایمانی بیت شاث ہو چکا ہو، قلب ظلمت کدہ بن چکا ہو، اس کے سامنے لاکھوں انوار ساطعہ وبراہین قاطعہ موجود ہوں کوئی فائدہ نہیں ہو سکتا۔ حجت اور دلیل کی ٹانگیں لڑایا ہی کرے گا۔ مگر جس کا ایمان دل محبت سے لبریز ہے تو یہی کہے گا۔

حجت کو چھوڑ چشم عقیدت سے دیکھ لے　　　زندہ ہے بال بال رسول کریم کا

نورانی مصافحہ: علامہ شہاب الدین خفاجی مصری نسیم الریاض فی شرح شفاء میں بیان فرماتے ہیں کہ امام اجل قطب اکمل حضرت سید احمد کبیر رفاعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہر سال حاجیوں کے واسطے سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں سلام کا ہدیہ بھیجتے۔ جب خود حج کے لئے گئے اور

روضہ اقدسہ پر حاضری ہوئی تو مزار پاک کے قریب کھڑے ہوئے اور عرض کی کہ۔۔۔۔۔۔۔یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب تک دور تھا تو اپنی روح بھیج دیتا تھا۔تاکہ حاضر ہو کر میری نیابت میں زمین بوس ہوا کرے لیکن اس مرتبہ جسم کی باری ہے کہ وہ خود حاضر ہوا۔لہذا اب یہ عرض ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم دست مبارک کو مزار پرانوار سے باہر نکالیے تاکہ میں بوسہ دوں۔ حضرت احمد کبیر رفائی رضی اللہ تعالی عنہ کا یہ عرض کرنا تھا کہ حضور سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مبارک ہاتھ مزار پاک سے باہر ظاہر ہوا اور شیخ احمد کبیر رضی اللہ تعالی عنہ نے بڑھ کر مصافحہ اور دست بوسی سے شرف حاصل کیا۔ (ابرالمقال صفحہ۲۲امام احمد رضا)

علامہ جلال الدین سیوطی نے فرمایا کہ جس وقت یہ واقعہ ہوا ہے اس وقت نوے ہزار آدمیوں کا مجمع مشاہدہ کر رہا تھا جس سے ایک ہلچل پڑ گئی۔کہاں ہیں وہ لوگ جو سرکار ابد قرار سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ معاذ اللہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مر کر مٹی میں مل گئے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہم ہی جیسے ہیں ان کے لئے حضرت احمد کبیر کا یہ واقعہ جس پر فرشتوں کو بھی رشک آ گیا ہوگا قابل نصیحت و باعث عبرت ہے۔

باطل حدیث: اللہ کے ولی محبوب بارگاہ ایک مرتبہ ایک شیخ الحدیث کے درس میں تشریف لائے تو شیخ الحدیث نے ایک حدیث پڑھنی شروع کی اور کہا

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ترجمہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یوں فرمایا

تو ان اللہ والے بزرگ نے فرمایا یہ حدیث باطل ہے سرکار نے ہرگز یوں نہیں فرمایا۔وہ شیخ الحدیث بولے کہ آپ نے ایسے کیوں فرمایا اور آپ کو کس طرح پتہ چلا کہ یہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان نہیں ہے۔ان بزرگ نے جواب دیا

هذاالنبى صلى الله تعالى عليه واله وسلم واقف على راسك يقول انى لم اقل هذا الحديث

ترجمہ یہ دیکھو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے سر پر کھڑے ہیں اور فرمارہے ہیں کہ میں نے ہرگز یہ حدیث نہیں کہی۔

محدث صاحب یہ سن کر حیران رہ گئے تو ان بزرگوں نے فرمایا کیا تم بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھنا چاہتے ہو تو دیکھ لو چنانچہ جب محدث صاحب نے نظر اوپر اٹھائی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو تشریف فرما دیکھا اور دیدار سراپا انوار سے مشرف ہو گئے۔

بلاشبہ ہمارے حضور حاضر و ناظر ہیں مگر دیکھ لینا ہر شخص کی نگاہ کا کام نہیں۔اولیا کرام بزرگان دین جن کی نگاہوں سے حجابات اٹھ چکے ہیں وہ حضرات سرکار کے دیدار سراپا نور سے ہمہ وقت فیضیاب ہوتے رہتے ہیں۔چنانچہ امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ میزان الشریعۃ الکبری میں فرماتے ہیں عارف باللہ ابوالحسن شاذلی اور ان کے شاگرد ابوالعباس مرسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

لو احتجبت روية رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه واله وسلم طرفة اعين مااعددنا انفسنا من جملة المسلمين

ترجمہ: اگر ایک پلک جھپکنے کے برابر بھی رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہم سے چھپ جائیں کہ تو ہم اپنے آپ کو مسلمان ہی نہ سمجھیں۔

غور کیجئے کہ بزرگان دین کا یہ حال ہے کہ بہت سے محبین ایسے ہیں کہ ہم ہمہ وقت حضور کی زیارت سے مشرف ہوتے رہتے ہیں اور ایک پلک مارنے کی بھی غیوبت یہ حضرات اپنے لیے روا نہیں رکھتے

آدھی روٹی: شیخ ابوالخیر رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں کہ میں مدینہ طیبہ میں حاضر ہوا پانچ دن گزر گئے مگر کوئی چیز کھانے کو نہ ملی۔گنبد خضرا پر حاضری دی مزار پاک کے قریب کھڑے ہو کر حضور کی بارگاہ بے کس پناہ میں سلام کا نذرانہ پیش کیا اس کے بعد سیدنا ابوبکر صدیق اور سیدنا عمر فاروق رضی اللہ

تعالیٰ عنہما کی خدمت میں ہدیہ سلام پیش کیا اور حضور رحمت للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں عرض کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم آج کی رات میں حضور کا مہمان ہوں۔ یہ درخواست پیش کر کے مسجد نبوی میں ممبر کے قریب آ کر سو گیا۔

ترجمہ: میری قسمت جاگی سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ سرکار تشریف لائے آپ کی دائیں جانب حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں اور بائیں جانب فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں اور آگے آگے مولا علی کرم اللہ وجہہ کریم ہیں۔ مولا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجھ سے فرمایا کہ اٹھو حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے ہیں۔ میں فوراً اٹھا اور بارگاہ میں حاضر ہو کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مقدس پیشانی کو بوسہ دیا۔ سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ایک روٹی عنایت فرمائی ابھی نصف روٹی ہی کھا پایا تھا کہ بیدار ہو گیا لیکن خدا کی قسم بیدار ہونے پر روٹی کا آدھا حصہ میرے ہاتھ میں موجود تھا۔

سبحان اللہ کیوں نہ ہو کہ شیخ ابوالخیر رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی درخواست کو قاسم نعمت صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار میں پیش کیا تھا جس دربار کی شان یہ ہے کہ

لاورب العرش جس کو جو ملا ان سے ملا　　　بٹتی ہے کونین میں نعمت رسول اللہ کی

گدا کی جھولی تنگ ہو جاتی ہے لیکن داتا کی عطا میں کمی نہیں۔ جس کو جو کچھ ملتا ہے سرکار ہی کے دربار میں تقسیم ہو کر ملتا ہے۔ حضور فرماتے ہیں کہ

رب ہے معطی یہ ہیں قاسم　　　دیتا رب ہے دلاتے یہ ہے

خوش قسمت دیہاتی: امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے تین دن بعد ایک اعرابی آئے اور مزار پاک پر گر پڑے۔ اس کی خاک پاک اپنے سر پر ڈالتے تھے اور کہتے تھے یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ نے جو کچھ اپنے رب سے سنا وہ میں نے آپ سے سنا اور جو کچھ آپ نے خدا سے یاد کیا میں نے آپ سے یاد کیا اور اس میں سے ایک آیت کریمہ بھی ہے کہ

ولو انهم اذ ظلموا انفسهم جاء ک فاستغفر الله و استغفر لهم الرسول لوجد والله توابا رحيما (پارہ۵)

ترجمہ اگر لوگ اپنی جانوں پر گناہ کر کے ظلم کر لیں اور اے محبوب تمہارے دربار میں حاضری دیں اور اللہ تعالیٰ سے بخشش چاہیں اور ان کے لئے رسول شفاعت فرمائے تو ضرور اللہ کو بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں گے۔

یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں نے اپنے اوپر ظلم کیا ہے اور شفاعت کی بھیک مانگنے آیا ہوں آپ میرے لئے بخشش کی شفاعت فرما دیجئے۔ فوراً مزار پاک سے آواز آئی تیری مغفرت ہو گئی۔ (راحت القلوب صفحہ۲۲۴)

اس بشارت عظمیٰ کو سن کر وہ دیہاتی مسرت اور شادمانی کے عالم میں زبان حال سے یہ کہتا جاتا تھا

مجرم بلائے آئے ہیں جاؤک ہے گواہ　　　پھر رد ہو کب یہ شان کریموں کے در کی ہے

سلطان نورالدین زنگی: 557 ہجری کا واقعہ ہے کہ سلطان نورالدین زنگی نے ایک رات میں تین مرتبہ آقائے دوجہاں صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ سرکار دو آدمیوں کی طرف اشارہ کر کے فرماتے ہیں جلدی آؤ یہ دو آدمی جو کھڑے ہیں ان کے فتنہ سے مجھ کو بچاؤ۔ سلطان نے اپنی دانائی سے سمجھ لیا کہ معلوم ہوتا ہے کہ مدینہ طیبہ میں کوئی عجیب وغریب واقعہ رونما ہوا ہے لہٰذا مجھے فوراً وہاں حاضری دینی چاہیے۔ چنانچہ اس وقت رات کے

آخری حصے میں تیز رفتار سانڈینوں پر سوار ہو کر اپنے 20 خاص آدمیوں کو ہمراہ لے کر روانہ ہو گئے اور اپنے ساتھ کافی مال و دولت لے لیا۔ لگاتار سفر کر کے سولہویں دن ملک شام سے مدینہ طیبہ پہنچ گئے۔ وہاں پہنچ کر ان دونوں ملعونوں کے حاضر کرنے کی ایک تدبیر نکالی۔ اعلان کرا دیا مدینہ طیبہ کا ایک ایک باشندہ سلطان کے دربار میں حاضر ہو کر سلطانی جود و کرم سے حصہ لے جائے۔ ہر شخص باری باری سلطان سے ملتا اور مالا مال ہو کر رخصت ہوتا۔ مگر ان آنے والوں میں کسی کو اس شکل کا نہ پایا جن کو سرکار نے خواب میں دکھایا تھا۔ بادشاہ نور الدین زنگی نے کہا کہ کوئی ایسا شخص تو نہیں باقی رہ گیا جو حاضر نہ ہوا ہو۔ حاضرین نے عرض کی مدینہ کے باشندوں میں تو کوئی حاضری سے نہیں رہ گیا ہاں دو مغربی عابد و زاہد ہیں جو رات دن عبادت میں مشغول رہتے ہیں۔ یہاں تک کہ کسی سے بات چیت بھی نہیں کرتے۔ ان کو دنیا اور اس کے ساز و سامان سے کوئی تعلق نہیں وہ البتہ اب تک نہیں حاضر ہوئے۔ بادشاہ نے حکم دیا کہ ان دونوں کو بھی لایا جائے۔ جب وہ آئے تو بادشاہ نے پہلی ہی نظر میں پہچان لیا کہ یہی ہیں جن کی طرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اشارہ فرمایا ہے۔ بادشاہ نے دریافت کیا کہ تم سب کہاں رہتے ہو۔ انہوں نے جواب دیا کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے حجرہ شریف کے پچھلی جانب رہتے ہیں۔ جب سلطان نے اتنا دریافت کر لیا تو ان کو اسی جگہ چھوڑا اور خود اس مکان میں پہنچا جس میں وہ دونوں مقیم تھے۔ دیکھا کہ دو قرآن مجید طاق میں رکھے ہیں چند کتابیں واعظ و نصیحت کی رکھی ہوئی ہیں۔ ایک طرف غرباء و مسکین کو دینے کے لئے کچھ غلہ رکھا ہوا ہے اور سونے کی جگہ پر ایک چٹائی پڑی تھی۔ سلطان نے چٹائی اٹھائی تو وہاں پر ایک گڑھا نظر آیا جو سرکار کی خواب گاہ کی طرف کھدا ہوا ہے اور اس کے ایک گوشے میں چمڑے کے دو تھیلے رکھے پائے کہ رات کو مٹی اس میں بھر کر بقیع کے اطراف میں لے جا کر ڈال دیتے تھے۔ یہ منظر دیکھ کر سلطان نور الدین زنگی کانپ اٹھے۔ ان دونوں کو بلا کر ڈرایا دھمکایا اور دریافت کیا کہ ایسی نازیبا حرکت کیوں کی۔ دونوں نے اقرار کیا ہم عیسائی ہیں ہم کو عیسائیوں نے مغربی حاجیوں کے لباس میں کافی مال و دولت دے کر یہاں بھیجا تھا تا کہ کسی حیلہ سے حجرہ شریف میں داخل ہو کر حضرت سید کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم پاک کے ساتھ گستاخی کریں۔

جس رات میں یہ بدنصیب اس نقب کو قبر شریف تک پہنچانے والے تھے کثرت سے ابر آیا بارش ہونے لگی اور گرج و چمک نے زور باندھا اور زلزلہ عظیم پیدا ہوا جس سے وہ اپنے ناپاک ارادہ میں کامیاب نہ ہو سکے اور صبح کو سلطان نور الدین زنگی مدینے پہنچ گئے۔

واقعے کی تفصیل معلوم کر کے سلطان زار و قطار رونے لگا غیظ و غضب میں آ کر دونوں ناپاکوں کی گردن مار کر ان کے ناپاک جسموں کو جلا کر خاک سیاہ کر دیا اور روزہ پاک کے چاروں اطراف اتنی گہری خندق کھدائی کہ پانی نکل آیا اور سیسہ پگھلا کر اس میں بھر دیا تا کہ قبر شریف تک پہنچنا دشوار ہو جائے۔ (راحت القلوب صفحہ ۱۲۸، ۱۲۷)

ہر زمانے میں عظمت مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو مٹانے والے اور شان رسالت کو گھٹانے والے ایمان والوں ہی کے روپ میں رونما ہوتے رہے لیکن جس ذات پاک کی رفعت و سربلندی کی محافظت خالق کائنات جل جلالہ فرمائے اس کو کون مٹا سکتا ہے۔ مٹانے کی سعی کرنے والے خود صفحہ ہستی سے مٹ جاتے ہیں اور ان کا خواب کبھی شرمندہ تعبیر نہیں ہوتا۔

مٹ گئے مٹتے ہیں مٹ جائیں گے اعدا تیرے　　　نہ مٹا ہے نہ مٹے گا کبھی چرچا تیرا

ان مذکورہ نورانی واقعات سے اگر چہ سرکار کو خواب میں دیکھنا پایا گیا لیکن کوئی منکر یہ کہہ کر نکلنا چاہے یہ خواب و خیال کی باتیں ہیں۔ قابل حجت نہیں تو ان کے اس راستے کو بھی بند کر دوں کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیث شریف میں ارشاد فرمایا کہ

عن عبد الله عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم قال من رانی فی المنام فقد رانی فان الشیطان لا یتمثل بی

(رواہ الترمذی صفحہ ۵۲)

ترجمہ عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ سرکار نے فرمایا جس نے مجھ کو خواب میں دیکھا بلاشبہ اس نے مجھی کو خواب میں دیکھا کیونکہ شیطان میری صورت اختیار نہیں کرسکتا۔

دوسری حدیث جس کو امام بخاری ومسلم دونوں نے روایت کیا ہے

عن ابی قتادہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم من رانی فقد رای الحق (مشکوٰۃ شریف صفحہ ۳۹۴)

ترجمہ ابو قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس نے مجھے دیکھا اس نے حق دیکھا۔ (یعنی حقیقت میں مجھ کو ہی دیکھا)

تیسری حدیث حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

من رانی فی المنام فسیرانی فی الیقظۃ ولا یتمثل الشیطان بی (متفق علیہ) مشکوٰۃ شریف صفحہ ۳۹۴)

ترجمہ: جس نے مجھ کو خواب میں دیکھا اس کو عنقریب بیداری میں میری زیارت میسر ہوگی کیونکہ شیطان میری صورت نہیں بن سکتا۔

ان احادیث مبارکہ سے پتہ چلا کہ جس خوش قسمت نے خواب میں سرکار سراپا انوار کرم فرما کر تشریف لائیں تو اس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی زیارت کا شرف حاصل کیا شیطان حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت نہیں بن سکتا۔

علماء امت کا اتفاق: شیخ محقق مولانا عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ بیہ مبارکہ سلوک اقرب السبیل میں فرماتے ہیں کہ باچندیں اختلاف وقت کثرت مذاہب انہوں نے فرمایا

''اور جب قرآن وحدیث کی دلیلوں سے یہ بات بہ یہ ثبوت کو پہنچی تو ہم نے یقین کرلیا کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم وصال فرمانے کے بعد زندہ ہے اور سرکار کی نبوت برقرار ہے''۔ (انباء الاذکیا للسیوطی)

علمائے کرام وفقہائے اسلام کی منقولہ عبارات سے سید کائنات فخر موجودات صلی اللہ علیہ وسلم وتمام انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے وصال کے بعد زندہ رہنے کا ثبوت مکمل طور پر ہوگیا۔ کتاب کے طویل ہونے کا اندیشہ ہے ورنہ جس قدر احادیث نبوی وعلمائے سلف کے اقوال وبزرگان دین کے مشاہدات اس وقت فقیر کے پیش نظر ہیں اگر ان ہی سب کو جمع کردوں تو بجائے باب کے اس موضوع پر خود ہی ایک مستقل کتاب ہوجائے لیکن اسی قدر پر اکتفا کرتا ہوں جو طالب حق کے لیے کافی ووافی ہے لیکن جو برگشتہ قسمت ہے ان کے سامنے لاکھ دلائل پیش کئے جائیں بے سود ہے۔ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے چاند کے دو ٹکڑے کرکے دکھادیئے سنگ پاروں سے کلمہ پڑھایا جانوروں سے تصدیق رسالت کرادیا درختوں سے اعلان نبوت کرالیا ڈوبے سورج کو پلٹادیا لیکن سب اعجاز نبوت دیکھنے کے باوجود ابوجہل اور ابوجہلیوں نے جادو ہی بتایا اور جو خوش نصیب ہستیاں تھیں وہ اعلان نبوت کو سن کر مطیع وفرمانبردار ہوگئیں۔

تہی دستان قسمت راچہ سود از رہبر کامل　　　　کہ خضر از آب حیواں بیروں می آرد سکندر را

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خصائص

===

حضرت پیر سائیں غلام رسول قاسمی قادری نقشبندی

=================

قرآن آپ کو ثانی اثنین کہتا ہے، فرمایا:

الاتنصروہ فقد نصرہ اللہ اذ اخرجہ الذین کفروا ثانی اثنین اذ ھما فی الغار اذ یقول لصاحبہ لا تحزن ان اللہ معنا فانزل اللہ سکینتہ علیہ۔

یعنی اگر تم لوگوں نے رسول کی مدد نہ کی تو بے شک اللہ ان کی مدد فرما چکا جب کافروں نے رسول اللہ کو بے وطن کیا اور حال میں کہ وہ دو میں سے دوسرے تھے جب وہ دونوں غار میں تھے، جب وہ اپنے صحابی سے فرما رہے تھے غم نہ کر، بے شک اللہ ہمارے ساتھ ہے پس اللہ نے اس پر اپنی طرف سے تسکین نازل فرمائی۔ (التوبہ:40)

اس آیت کا ایک ایک لفظ صدیقی مناقب اور خصائص سے لبریز ہے۔ **نصرہ اللہ** میں صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ذریعے کی گئی مدد کا ذکر ہے۔ ثانی اثنین میں خلیل کی خلوت کا عروج غار میں تنہائی میں **اذھما** کا وصل جسے دیکھ کر مفسرین کی قوت ممیزہ جواب دے گئی کہ احد کون ہے اور ثانی کون ہے، صاحبہ کی اضافت میں **اسری بعبدہ** کا عکس **لاتحزن** کی حوصلہ افزائیاں اور **ان اللہ معنا** میں معیت کی رعنائیاں سمجھنے کے لئے مرتضی کریم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جیسی بصیرت چاہیے

سیدنا علی مرتضی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ: **ان اللہ ذم الناس کلھم و مدح ابا بکر فقال الا تنصروہ** یعنی اللہ تعالیٰ نے الاتنصروہ کے الفاظ میں تمام لوگوں کی مذمت کی ہے اور ابوبکر کی مدح کی ہے۔ (ابن عساکر جلد ۳۰ صفحہ ۲۹۱، درمنثور ۳/ ۲۵۵، روح المعانی جلد ۱۰ صفحہ ۳۳۳)۔

یہی بات حضرت سیدنا حسن بصری قدس سرہ العزیز بھی فرماتے ہیں۔ **عاتب اللہ جمیع اھل الارض غیر ابی بکر رضی اللہ تعالی عنہ** (نوادر الاصول ۱۰۷۶، درمنثور، روح المعانی جلد ۱۰ صفحہ ۳۳۳)۔ یہی بات امام شعبی تابعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمائی ہے۔ **عاتب اللہ عزوجل اھل الارض جمیعاً فی ھذہ الایۃ غیر ابی بکر الصدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ** (بغوی جلد ۲ صفحہ ۲۸۲)۔

یہی بات حضرت سفیان بن عیینہ رحمۃ اللہ علیہ نے بھی فرمائی ہے۔ **قال سفیان بن عیینہ خرج ابو بکر بھذہ الایۃ من المعاتبۃ التی فی قولہ: الا تنصروہ** (قرطبی جلد ۸ صفحہ ۱۳۱)

اللہ تعالیٰ کے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے وصال کے بعد انصار نے کہا کہ ایک امیر ہم میں سے ہوگا اور ایک امیر مہاجرین میں سے ہوگا سیدنا فاروق اعظم نے فرمایا کون ہے، جس میں یہ تین خوبیاں ہوں؟

اذھما فی الغار یہ دونوں کون ہیں؟۔ **اذ یقول لصاحبہ** یہ دونوں کون ہیں؟، **لا تحزن ان اللہ معنا** یہ دونوں کون ہیں؟ یہ سن کر

سب نے حسین وجمیل طریقے سے صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کرلی۔(السنن الکبریٰ للنسائی ۱۱۲۱۹، نوادر الاصول ۱۰۷۷)

حضرت علامہ سید محمود آلوسی علیہ الرحمہ نے لاتحزن کی تفسیر کرتے ہوئے یہ کہہ کر انتہا کردی ہے کہ: الصدیق عندہ عیہ الصلوٰۃ والسلام بمنزلتہ عند ربہ جل شانہ یعنی ثابت ہوا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں وہی مقام و مرتبہ حاصل ہے جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے رب کی بارگاہ میں حاصل ہے۔ (روح المعانی جلد ۱۰ صفحہ ۳۳۷)

(۲): اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وسیجنبھا الاتقی یعنی اور وہ جہنم سے دور رہے گا جو سب سے بڑا متقی ہے۔ (الیل: ۱۷) علامہ ابوالحسن واحدی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں: یعنی ابا بکر فی قول الجمیع یعنی اتقی سے مراد ابوبکر صدیق ہیں یہ پوری امت کا قول ہے۔ (التفسیر البسیط: جلد ۲۴، صفحہ ۸۸)

(۳): اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

لا یستوی منکم من انفق من قبل الفتح و قاتل اولئک اعظم درجۃ من الذین انفقوا من بعد و قاتلوا۔

یعنی تم میں سے جن لوگوں نے فتح مکہ سے پہلے پہلے اللہ کی راہ میں مال خرچ کیا اور اللہ کی راہ میں جنگ لڑی ان کا درجہ بہت بلند ہے اس کے بعد خرچ کرنے والے اور جنگ لڑنے والے ان کے برابر نہیں ہو سکتے (الحدید ۱۰: ۵۷)

تفسیر ابن کثیر میں ہے کہ ایمان والوں کو اس میں کوئی شک نہیں کہ اس آیت میں صدیق اکبر سب سے ٹاپ پر ہیں۔ لہ الحظ الاوفر اور تمام انبیاء کی امتوں میں سے اس پر عمل کرنے میں سید و سردار ہیں۔ انہوں نے اپنا سارا مال اللہ کی رضا کے لیے خرچ کر دیا۔ (ابن کثیر جلد ۴ صفحہ ۴۰۴)

(۴): سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ مردوں میں سب سے پہلے ایمان لائے (ترمذی: ۳۷۳۴)

(۵): نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

ما دعوت احدً الی الاسلام الا کانت لہ عنہ کبوۃ و تردد ونظر الا ابابکر ما عتم حین ذکرتہ لہ وما تردد فیہ

یعنی میں نے جس کو بھی اسلام کی دعوت دی اس نے ٹال مٹول تردد اور تاخیر سے کام لیا سوائے ابوبکر کے، جب میں نے اس کے سامنے اپنی نبوت کا ذکر کیا تو اس نے بلا تاخیر قبول کیا اور تردد نہیں کیا اور ساتھ ہی یہ الفاظ بھی ہیں کہ: فلم یغر ولم ینکر (سیرۃ نبویۃ لابن اسحاق جلد ۱ صفحہ ۱۸۳، سیرۃ نبویۃ لابن ہشام جلد ۱ صفحہ ۲۵۲، دلائل النبوۃ للبیہقی حدیث: ۳۶۳)۔

(۶) حضرت عامر تابعی فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا لوگوں میں سب سے پہلے اسلام کون لایا؟ انہوں نے فرمایا تم نے حضرت حسان کا قول نہیں سنا؟

اذا تذکرت شجوا من اخی ثقۃ — فاذکر اخاک ابا بکر بما فعلا

خیر البریۃ اتقاھا و اعدلھا — الا النبی و اوفاھا بما حملا

والثانی التالی المحمود مشھدہ — و اول الناس منھم صدق الرسلا

(ابن ابی شیبہ جلد ۸ صفحہ ۴۴۸، الاستیعاب صفحہ ۴۳۰، مستدرک حاکم ۴۴۶۹، طبرانی کبیر: ۱۲۳۹۸)

ترجمہ جب تم ارباب وفا کی داستان غم چھیڑ دو تو اپنے بھائی ابوبکر کو ضرور یاد کرنا جو کچھ اس نے کر کے دکھایا وہ نبی کے بعد تمام لوگوں میں سب سے افضل اور قابل اعتماد تھا اور اپنی ذمہ داری کو سب سے زیادہ نبھانے والا تھا وہ دوسرے نمبر پر تھا نبی کے پیچھے پیچھے تھا، اس کی رسالت کی گواہی بڑی پسندیدہ

تھی، رسولوں کی تصدیق کرنے والے پہلے لوگوں میں سے تھا۔
ان اشعار میں سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سات خصائص کا ذکر ہے۔

(۷)عن سعید بن المسیب قال: کان ابو بکر الصدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ من النبی صلی اللہ تعالی علیہ و الہ وسلم مکان الوزیر فکان یشاورہ فی جمیع امورہ و کان ثانیہ فی الاسلام، و کان ثانیہ فی الغار، و کان ثانیہ فی العریش یوم بدر، و کان ثانیہ فی القبر، ولم یکن رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ و الہ وسلم یقدم علیہ احداً (مستدرک حاکم:۴۴۶۳)

ترجمہ حضرت سعید بن مسیب فرماتے ہیں کہ ابوبکر صدیق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے وزیر کی طرح تھے، حضور آپ سے تمام معاملات میں مشورہ لیتے تھے وہ اسلام میں آپ کے ثانی تھے، حضور آپ سے تمام معاملات میں مشورہ لیتے تھے وہ اسلام میں آپ کے ثانی تھے، وہ غار میں آپ کے ثانی تھے وہ بدر کے دن عریش میں آپ کے ثانی تھے وہ قبر میں آپ کے ثانی ہوئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی کو ان سے آگے نہیں سمجھتے تھے۔
اس ایک حدیث میں سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالی عنہ کے سات خصائص مذکور ہیں۔

(۸) آپ کے چہرے کے جمال کی وجہ سے آپ کو عتیق کہا جاتا تھا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کا نام عتیق رکھا یعنی جہنم سے آزاد۔

(۹)عن حکیم بن سعد قال: سمعت علیا رضی اللہ تعالی عنہ یحلف للہ انزل اسم ابی بکر من السماء الصدیق
(المعجم الکبیر للطبرانی:۱۴، مجمع الزوائد:۱۴۲۹۵)

ترجمہ حضرت حکیم بن سعد فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ کو قسم کھا کر فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ نے آسمان سے ابوبکر کا نام "صدیق" نازل فرمایا۔

(۱۰) عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و الہ وسلم عرج بی الی السمآء فما مررت بسمآء الا وجدت فیھا اسمی محمد رسول اللہ و ابو بکر الصدیق خلفی
یعنی مجھے آسمان پر لے جایا گیا تو میں جس آسمان سے بھی گزرا ہر آسمان پر اپنا نام محمد رسول اللہ اور اپنے نام کے پیچھے ابوبکر صدیق لکھا ہوا پایا۔

(۱۱) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے معراج کے بعد حضرت جبرائیل امین علیہ السلام سے فرمایا میری قوم میری تصدیق نہیں کرے گی انہوں نے عرض کیا کیوں نہیں ابوبکر صدیق آپ کی تصدیق کریں گے۔
امام قرطبی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں:

واجمع المسلمون علی تسمیۃ ابی بکر الصدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ صدیقاً کما اجمعوا علی تسمیۃ محمد علیہ السلام رسولاً واذا ثبت ھذا وسح انہ الصدیق وانہ ثانی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و الہ وسلم لم یجز ان یتقدم بعدہ احدٌ

یعنی ابوبکر صدیق کا نام صدیق ہونے پر تمام مسلمان کا اس پر اجماع ہے جس طرح سیدنا محمد علیہ السلام کے رسول ہونے پر سب کا اجماع ہے اور جب یہ بات ثابت ہوگئی اور آپ کا صدیق ہونا صحیح ٹھہرا اور آپ کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ثانی ہونا صحیح ٹھہرا تو پھر جائز نہیں کہ کوئی حضور کے بعد آپ سے آگے قدم رکھے۔ (تفسیر قرطبی جلد۵ صفحہ۲۶۲)

(۱۲) بڑے بڑے صحابہ کرام آپ کی ترغیب سے ایمان لائے۔سیدنا عثمان غنی،سیدنا طلحہ،سیدنا زبیر،سیدنا سعد بن ابی وقاص،سیدنا عثمان بن مظعون،سیدنا ابوعبیدہ بن جراح،سیدنا عبدالرحمن بن عوف،سیدنا ابوسلمہ اور سیدنا ارقم رضی اللہ تعالی عنہم

(۱۳) آپ نے بہت سے غلاموں حضرت بلال،حضرت عامر بن فہیرہ،حضرت ام عمیس وغیرہ کوخرید کرآزادکیا(الریاض النضرۃ جلد ۱صفحہ ۱۳۳)

(۱۴) صاحب رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو تمام ہی صحابہ کرام علیہم الرضوان ہیں مگر جس کی صحابیت کا انکار کفر ہے وہ فقط ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ ہیں اس لئے کہ قرآن میں آپ کوصاحبہ کہا گیا ہے۔

(۱۵) اگلی کتابوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تصویر مبارکہ کے ساتھ حضرت ابوبکر کی تصویر بھی اس طرح بنی ہوئی تھی کہ انہوں نے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں کو پکڑا ہوا تھا اہل کتاب کا عقیدہ تھا کہ یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا خلیفہ ہے۔(طبرانی اوسط ۸۲۳۱،طبرانی کبیر ۱۵۱۸،دلائل النبوۃ للبیہقی جلد ۲صفحہ ۲۵۸،۲۵۹،الوفا صفحہ ۵۶،۵۷،تفسیر ابن کثیر جلد ۲صفحہ ۳۴۸)

(۱۶) آپ رضی اللہ تعالی عنہ کی چار پشتیں صحابی ہیں والد گرامی خود صدیق اکبر بیٹا اور پوتا رضی اللہ تعالی عنہم (المعجم الکبیر حدیث:۱۱)

(۱۷) مردوں میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سب سے زیادہ محبوب تھے۔(بخاری:۳۶۶۲)

(۱۸) آپ رضی اللہ تعالی عنہ کو تہبند لٹکا کر باندھنے کی اجازت تھی،رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے تکبر کرتے ہوئے اپنا تہبند بسا رکھا اللہ قیامت کے دن اس کی طرف نظر رحمت نہیں فرمائے گا تو ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ میرے تو تہبند کی ایک سائیڈ لٹکی رہتی ہے۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم تکبر کی وجہ سے ایسا نہیں کرتے۔(بخاری:۳۶۶۵)

(۱۹) ابوبکر صدیق کو جنت کے تمام دروازوں سے پکارا جائے گا۔(بخاری۔۱۸۹۷،۲۸۴۱،۳۶۶۶،مسلم شریف:۱۷ ۲۳،۲،۷ ۲۳)

(۲۰) آپ رضی اللہ تعالی عنہ اس امت میں سے سب سے پہلے جنت میں داخل ہوں گے۔(مستدرک حاکم:۴۵۰۰)

(۲۱) حضرت ابودرداء رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مختصر سا خطبہ ارشاد فرمایا پھر جب اپنے خطبے سے فارغ ہوئے تو فرمایا اے ابوبکر کھڑے ہوجاؤ اور خطاب کرو،ابوبکر کھڑے ہوگے اور خطاب فرمایا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مختصر خطاب کیا۔پھر جب ابوبکر اپنے خطاب سے فارغ ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عمر کھڑے ہوجاؤ اور خطاب کرو۔عمر کھڑے ہوگئے اور انہوں نے بھی خطاب فرمایا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر سے مختصر خطاب کیا۔(مستدرک حاکم ۴۵۵۶)۔فکان اول خطیب دعا الی اللہ ورسولہ(تاریخ الخلفاء صفحہ ۳۳ وعزا الی ابن عساکر)

آپ اللہ اور اس کے رسول کی طرف بلانے والے پہلے خطیب تھے۔

(۲۲) عن ابی درداء رضی اللہ تعالی عنہ قال : قال النبی صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم ان اللہ بعثنی الیکم فقلتم کذبت وقال ابو بکر صدق وواسانی بنفسہ و مالہ فھل انتم تارکولی صاحبی (بخاری حدیث:۳۶۶۱،۴۶۴۰)

ترجمہ حضرت ابودرداء رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بے شک اللہ تعالی نے مجھے تم لوگوں کے پاس بھیجا تو تم سب نے کہا تم جھوٹے ہو اور ابوبکر کہتا رہا وہ سچا ہے وہ اور اس نے اپنی جان اور اپنے مال کے ذریعے میری مدد کی کیا تم لوگ ایسا نہیں کر سکتے کہ میرے یار کو میرے لیے رہنے دو۔

(۲۳) عن عروة بن الزبير قال سالت عبد الله بن عمرو عن اشد ما صنع المشركون برسول الله صلى الله تعالى عليه واله وسلم قال رايت عقبة بن ابی معیط جاء الی النبی صلی الله تعالیٰ علیه واله وسلم وهو يصلى فوضع رداءه فی عنقه فخنقه به خنقاً شديداً فجاء ابو بكر حتیٰ دفعه عنه فقال اتقتلون رجلاً ان يقول ربی الله وقد جاء كم بالبينات من ربكم غافر: (بخاری شریف حدیث ۳۶۷۸،۳۸۵۶)

ترجمہ حضرت عروہ بن زبیر فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے سوال کیا کہ مشرکین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سب سے بڑا ظلم کونسا کیا تھا؟ انہوں نے بتایا کہ نبی کریم نماز پڑھ رہے تھے عقبہ بن ابی معیط نے آکر اپنی چادر آپ کے گلے میں ڈال کر آپ کا شدت سے گلہ دبانا شروع کر دیا پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ آئے اور اس کو دھکا مار کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے دور کیا۔ پھر یہ آیت پڑھی کیا تم ایک مرد خدا کو (معاذ اللہ) اس لیے قتل کرنا چاہتے ہو کہ وہ کہتے ہیں کہ میرا رب اللہ ہے حالانکہ یقیناً وہ تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے چمکتی ہوئی نشانیاں لے کر آئے ہیں۔

یہ حدیث دیگر کتب میں تفصیلاً اس لیے مذکور ہے حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے پوچھا گیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر مشرکین کی طرف سے سب سے سخت دن کونسا آیا؟ فرمایا ایک مرتبہ مشرکین مسجد حرام میں بیٹھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی باتیں کر رہے تھے یہ ہمارے بتوں کو اس طرح اس طرح کہتے ہیں اسی دوران رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسجد میں داخل ہوئے۔ وہ سب کھڑے ہو کر پوچھنے لگے کہ آپ ہمارے بتوں کے بارے میں اس طرح اس طرح کہتے ہیں۔ فرمایا کیوں نہیں وہ سارے کے سارے ٹوٹ پڑے۔ ایک آدمی چیختا ہوا ابوبکر کے پاس پہنچا اور کہا صدیق اکبر اپنے صاحب کو پہنچ۔ ابوبکر فوراً نکل گئے اور انہوں نے زلفیں رکھی ہوئی تھی، آپ مسجد میں داخل ہوئے اور کہے جا رہے تھے تم لوگوں کا برا ہو کیا تم اس مرد خدا کو معاذ اللہ قتل کرنا چاہتے ہو جو کہتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے اور تمہارے پاس رب کی طرف سے واضح نشانیاں لے کر آیا ہے۔ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو چھوڑ دیا اور ابوبکر پر حملہ کر دیا۔ ابوبکر جب ہمارے پاس واپس آئے تو آپ اپنی زلفوں میں سے جہاں بھی ہاتھ لگاتے تو بال اکھڑ کر ہاتھ میں آ جاتے تھے اور آپ فرماتے تھے: تبارکت یا ذالجلال و الکرام (مسند حمیدی ۳۲۴۔ نوادر الاصول ۱۰۷۹۔ مسند ابی یعلیٰ ۵۲۔ حلیۃ الاولیاء جلد ۱ صفحہ ۶۲، ۶۳۔ اسناد صحیح)

یہی حدیث مستدرک میں سیدنا انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے اور اس کے آخری الفاظ یہ ہیں: قالو من هذا: قالو هذا ابن ابی قحافة المجنون یعنی لوگوں نے پوچھا یہ کون ہے؟ دوسروں نے جواب دیا یہ ابوقحافہ کا بیٹا ہے، (محبوب کا) دیوانہ (مستدرک حاکم: ۴۴۸۰، صحیح وافقہ الذھبی)

یہ واقعہ صدیقی خصائص سے لبریز ہے صرف مال ہی نہیں بلکہ اپنی جان کی بازی لگا دینے کے علاوہ ایک ایک سطر میں صدیق اکبر کی وفاداریاں اپنی انتہا کو چھو رہی ہیں مزید دیکھیے۔

(۲۴) صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سب سے زیادہ بہادر تھے سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ابوبکر تم لوگوں سے زیادہ بہادر ہیں۔ فهذا اشجع الناس (مجمع الزوائد: ۱۴۳۳۳)

(۲۵) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بیٹے عبدالرحمن جنگ بدر اور احد میں کافروں کے ساتھ تھے۔ انہوں نے مقابلہ کے لیے مسلمانوں کو

للکارا تو ان کا مقابلہ کرنے کے لیے حضرت ابوبکر صدیق کھڑے ہوئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: متعنا بنفسک یعنی ہمیں اپنی جان سے استفادہ کا موقع دیجئے (الاستیعاب صفحہ ۳۱۱)۔متعنا بنفسک یا ابا بکر ، اما علمت انک عندی بمنزلۃ سمعی و بصری(السیرۃ الحلبیۃ جلد ۲ صفحہ ۴۰۴)

جب حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر مسلمان ہوئے تو عرض کیا ابا جان جنگ بدر میں آپ کئی بار میری تلوار کی زد میں آئے مگر میں نے آپ سے درگزر کیا حضرت ابوبکر صدیق نے فرمایا اگر تم میرے سامنے آجاتے تو میں کبھی بھی درگزر نہ کرتا۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے والد ابو قحافہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں بے ادبی کی تو آپ نے انہیں تھپڑ مار دیا جس سے وہ گر گئے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آئندہ ایسا مت کرنا۔ انہوں نے عرض کیا اللہ کی قسم اگر میرے پاس تلوار ہوتی تو میں اسے قتل کر دیتا (درمنثور جلد ۶ صفحہ ۲۹، سیرت حلبیہ جلد ۲ صفحہ ۴۰۵)

(۲۶) ہجرت والی حدیث میں سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کم از کم سات خصائل موجود ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صدیق اکبر کو اپنے ساتھ ہجرت کے لئے منتخب فرمایا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم روزانہ صبح و شام صدیق اکبر کے گھر تشریف لے جاتے تھے۔ ابن دغنہ نے صدیقی شان میں وہی الفاظ بولے جو سیدہ خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پہلی وحی کے نزول کے وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں بولے تھے ۔صدیق اکبر نے دنیائے اسلام میں پہلی مسجد مکہ شریف میں ذمہ واپس کر دیا۔ صدیق اکبر نے سواری کے لئے دو اونٹنیاں خریدیں اور انہیں خصوصی غذا کھلاتے رہے۔ (بخاری، ۲۲۹۷، ۳۹۰۵)

(۲۷) ہجرت کی رات صدیق اکبر کبھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے چلتے کبھی پیچھے چلتے کبھی دائیں چلتے اور کبھی بائیں چلتے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابوبکر یہ کیا ہے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سامنے سے دشمن کا ڈر لگتا ہے تو آپ کے سامنے آجاتا ہوں جب آپ کے پیچھے سے دشمن کا ڈر لگتا ہے تو پیچھے آجاتا ہوں اسی وجہ سے کبھی دائیں اور کبھی بائیں ہوتا ہوں تا کہ آپ کو نقصان نہ پہنچے۔ اسی رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی انگلیوں کے بل چلتے رہے حتی کہ قدم نازک چھل گئے۔ حضرت ابوبکر نے یہ دیکھا تو آپ کو اپنے کندھوں پر اٹھا لیا اور دوڑ پڑے حتی کہ غار تک لے آئے اور اتار دیا (الوفا صفحہ ۲۳۷)

(۲۸) ہجرت کے موقع پر کفار نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور صدیق اکبر کو پکڑنے والے کے لئے انعام مقرر کیا۔ (مستدرک حاکم حدیث: ۴۳۸۱)

۲۹) صلح حدیبیہ کے موقع پر سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب حضرت ابوجبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سفارش کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں اللہ کا رسول ہوں اور اس کی نافرمانی نہیں کرتا اور وہ میرا مددگار ہے پھر جب حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بات کی تو انہوں نے بھی بالکل وہی الفاظ دہرائے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھے کہ انہ لرسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و الہ وسلم و لیس یعصی ربہ وھو ناصرہ الخ (بخاری: ۲۷۳۱)

(۳۰) نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میں نے ہر کسی کے احسانوں کا بدلہ دے دیا ہے سوائے ابوبکر کے۔ (ترمذی حدیث: ۳۶۶۱)

(۳۱) آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جان اور مال سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں سب سے آگے تھے۔ (بخاری: ۴۶۷)

(۳۲) آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مسجد نبوی کی جگہ اپنی جیب سے خریدی۔ (شرح النووی جلد ۲ صفحہ ۲۰۰)

(۳۳)صدیق اکبر نے گھر کا سارا سامان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر قربان کر دیا اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اللہ کی قسم میں کسی معاملے میں ابوبکر سے آگے نہیں بڑھ سکتا و اللہ لا اسبقه الیٰ شیی ابداً (ترمذی ۳۶۷۵۔ابوداؤد۱۶۷۸)

اسی موقع پر صدیق اکبر سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کے گھر والوں کے لئے کیا چھوڑ کر آئے ہو تو آپ نے عرض کیا: ابقیت لهم الله ورسوله یعنی میں ان کے لئے اللہ اور اس کا رسول چھوڑ کر آیا ہوں۔(ترمذی ۳۶۷۵۔ابوداؤد۱۶۷۸)

صوفیا فرماتے ہیں کہ یہ سب سے پہلا صوفیانہ جملہ تھا جو صدیق اکبر کی زبان پر آیا۔

(۳۴) نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کے مال میں اس طرح تصرف فرماتے تھے جیسے اپنا ذاتی مال ہو(مصنف عبدالرزاق حدیث ۲۰۳۹۷)

(۳۵)بنی رسول الله صلی الله تعالی علیه و اله وسلم عریش فکان فیه و ابوبکر رضی الله تعالیٰ عنه ما معهما غیر هما. یعنی بدر کی جنگ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے عرشہ تیار کیا گیا اسی میں ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے دونوں کے سوا اور کوئی نہیں تھا ۔(دلائل النبوۃ للبیہقی ۹۴۱)

(۳۶)عن ابن عباس رضی الله تعالیٰ عنه قال: قال النبی صلی الله تعالی علیه و اله وسلم یوم بدر اللهم انی انشدک عهدک ووعدک اللهم ان شئت لم تعبد فاخذ ابو بکر بیده فقال حسبک فخرج وهو یقول: سیهزم الجمع ویولون الدبر القمر۔

یعنی حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ بدر کے دن یہ دعا فرمائی اے اللہ میں تیرے سامنے تیرا میرے ساتھ وعدہ پیش کرتا ہوں اے اللہ اگر تو چاہے کہ آج مسلمان ناکام ہو تو پھر آج کے بعد دنیا میں تیری عبادت نہیں کی جائے گی پس حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کا ہاتھ مبارک پکڑ لیا اور عرض کیا یا رسول اللہ اتنا کہنا کافی ہے (آپ نے دعا فرمانے میں انتہا کر دی) پھر نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اپنے خیمے سے باہر نکلے اور آپ یہ آیت پڑھتے تھے عنقریب کفار کا لشکر شکست کھائے گا اور یہ سب پیٹھ پھیر کر بھاگیں گے۔(بخاری:۳۹۵۳)

(۳۶)سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ کی قسم ہم جب بھی کسی بھلائی کی طرف بڑھتے ابوبکر ہم سے آگے نکل گیا(المعجم الاوسط للطبرانی ۱۶۸۷۔مجمع الزوائد:۱۴۳۳۲۳)

اس حدیث میں صدیقی خصائل کا سمندر موجود ہے۔

(۳۸)فتح مکہ کے موقع پر سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے والد گرامی سیدنا ابوقحافہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اسلام قبول کرانے کے لئے لے کر نبی کریم صلی اللہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے خود ان کے پاس جانے کا موقع دیا ہوتا۔صدیق اکبر نے عرض کیا یہ ان کی ذمہ داری تھی کہ آپ کے پاس آتے فرمایا ہمیں ان کا لحاظ ہے ان کے بیٹے کے احسانوں کی وجہ سے۔(مجمع الزوائد:۱۴۳۳۹)

(۳۹)عن سهل بن سعد الساعدی رضی الله تعالیٰ عنه قال: قال رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه و اله وسلم ان الله یکره ان یخطئ ابو بکر .

ترجمہ: اللہ تعالیٰ ناپسند فرماتا ہے کہ ابوبکر سے کوئی غلطی ہو۔(المعجم الاوسط للطبرانی کمافی مجمع الزوائد:۱۴۳۳۸، کنز العمال جلد ۱۱ صفحہ ۲۵۰)

(۴۰) لو وزن ایمان ابی بکر بایمان العالمین لرجح

ترجمہ اگر ابوبکر کا ایمان تمام جہان کے ایمان کے ساتھ تولا جائے تو ابوبکر کا ایمان بھاری ہے۔(ابن عدی حدیث:۱۰۱۲)

(۴۱)عن جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال: رایٰ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم ابا الدرداء یمشی بین یدی ابی بکر الصدیق فقال: یا ابا الدرداء تمشی قدام رجل تطلع الشمس بعد النبیین علیٰ رجل افضل منہ(فضائل الصحابہ: ۱۳۷۔المعجم الاوسط للطبرانی:۶۔۴۳۰۷۔مجمع الزوائد:۱۴۳۱۴)

ترجمہ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے آگے چلتے دیکھا تو فرمایا تم اس شخص کے آگے کیوں چل رہے ہو جس سے بہتر شخص پر نبیوں کے بعد سورج طلوع نہیں ہوا۔

(۴۲) بکر بن عبداللہ مزنی تابعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

ان ابابکر لم یفضل الناس بانہ کان اکثر ھم صلاۃ و صوماً انما فضلھم بشیی کان فی قلبہ

یعنی ابوبکر زیادہ نمازوں اور روزوں کی وجہ سے لوگوں سے آگے نہیں نکلے بلکہ اس راز کی وجہ سے آگے نکلے ہیں جو ان کے سینے میں ہے۔(فضائل الصحابہ:۱۱۸۔نوادرالاصول:۱۲۶۹)اسناد صحیح

(۴۳)سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس امت میں سے اس امت پر سب سے زیادہ مہربان تھے۔(ترمذی حدیث:۳۷۹۰)

(۴۴) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو آپ کی منقبت پڑھنے کا حکم فرمایا قل حتی اسمع یعنی سنا میں سننا چاہتا ہوں(مستدرک حاکم.۴۴۶۸)

(۴۵) صلح حدیبیہ کے موقع پر جب عروہ بن مسعود نے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے کہا کہ آپ کے ساتھی آپ کو چھوڑ جائیں گے تو سیدنا صدیق اکبر نے اس سے فرمایا: امصص بظر الات انحن نفر عنہ وندعہ یعنی اپنے بت لات کا حسب عادت جا کر پیشاب پی کیا ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بھاگیں گے اور آپ کو چھوڑ دیں گے۔؟(بخاری:۲۷۳۱)

(۴۶)عن عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا قالت: قال لی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم فی مرضہ ادعی لی ابا بکر و اخاک، حتیٰ اکتب کتاباً فانی اخاف ان یتمنی متمن ویقول قائل: انا اولی ویابی اللہ والمومنون ا؛لا ابا بکر (مسلم:۶۱۸۱)

ترجمہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے مرضِ وفات میں مجھ سے فرمایا ابوبکر اور اپنے بھائی کو میرے پاس بلاؤ تا کہ میں تحریر لکھ دوں مجھے ڈر ہے کہ کوئی خواہش کرنے والا خواہش نہ کرے اور کہنے والا کہتا نہ پھرے کہ میں زیادہ حقدار ہوں حالانکہ اللہ اور تمام مومنین (یعنی فرشتے) ابوبکر کے سوا ہر کسی کا انکار کر رہے ہیں۔

امام احمد نے یہ الفاظ بھی روایت فرمائے ہیں کہ معاذ اللہ یختلف المومنون علیٰ ابی بکر یعنی اللہ کی پناہ کے مومنین ابوبکر پر اختلاف کریں۔ (فضائل صحابہ:۲۲۷)۔اس حدیث میں کئی خصائص ہیں جن کی قوت الفاظ دنیائے اسلام پر بھاری ہے۔

(۴۷)حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ وسلم کو تکلیف شدید ہوگئی تو فرمایا مرو ابا بکر فلیصل بالناس یعنی

ابوبکر سے کہو لوگوں کو نماز پڑھائے حضرت عائشہ نے عرض کیا وہ نرم دل والے آدمی ہیں جب آپ کی جگہ پر کھڑے ہوں گے تو لوگوں کو نماز نہیں پڑھا سکیں گے، فرمایا ابوبکر سے کہو لوگوں کو نماز پڑھائے، ام المومنین نے وہی بات دہرائی تو فرمایا ابوبکر سے کہو لوگوں کو نماز پڑھائے تم لوگ یوسف کے زمانے والیاں ہو، پھر قاصد ان کے پاس گیا وہ انہوں نے نبی کریم صلی وسلم کی حیات طیبہ میں لوگوں کو نماز پڑھائی۔(بخاری ۶۷۸، مسلم ۹۴۸)

(۴۸) آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کسی قوم کو زیب نہیں دیتا کہ ابوبکر کی موجودگی میں کوئی دوسرا امامت کرائے۔(ترمذی ۳۶۷۳)

(۴۹) آپ رضی اللہ تعالی عنہ نے نبی کریم صلی اللہ وسلم کی حیات طیبہ میں سترہ نماز پڑھائیں۔(فتح الباری جلد ۲ صفحہ ۱۹۳)

(۵۰) قرآن میں آپ کو سب سے بڑا متقی کہا گیا ہے۔ وسیجنبها الاتقی (الیل:۱۶)

اس آیت میں صدیق اکبر کا افضل اعرف اور عالم ہونا ثابت ہے۔ اعلی حضرت شاہ احمد رضا بریلوی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں جب صدیق اکبر اس امت کے لیے سب سے بڑے متقی ہیں تو لازم ہوا کہ آپ ہی اللہ کے سب سے بڑے عارف ہوں۔(الزلال النقی صفحہ ۶۸)

(۵۱) آپ خوابوں کی تعبیر کے سب سے بڑے ماہر تھے۔(الریاض النضر جلد ۱ صفحہ ۵۹)

(۵۲) آپ علم الانساب کے سب سے بڑے ماہر تھے۔(مسلم حدیث:۲۳۹۵)

(۵۳) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حسان بن ثابت کو حکم دیا کہ ابوبکر سے اپنی نعتیں درست کروائیں۔(مسلم شریف:۲۳۹۵)

(۵۴) آپ نے سب سے پہلے قرآن جمع فرمایا۔(بخاری شریف حدیث ۴۹۸۶)

(۵۵) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جس تکلیف میں وصال فرمایا اسی دوران اپنے سر مبارک پر پٹی باندھے ہوئے نکلے اور منبر پر تشریف فرما ہوئے اور اللہ کی حمد وثنا کے بعد فرمایا:

ترجمہ: اللہ تعالی نے ایک بندہ کو دنیا کے درمیان اور جو اللہ کے پاس ہے اس کے درمیان اختیار دیا پس اس بندے نے اس کو اختیار کر لیا جو اللہ کے پاس ہے۔ سو حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالی عنہ رونے لگے تو حضرت ابوسعید خدری فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے دل میں کہا اس بزرگ کو کیا چیز رلا رہی ہے۔ اگر اللہ نے ایک بندے کو دنیا کے درمیان اور جو اللہ کے پاس ہے اس میں اختیار دیا ہے اور اس بندے نے اس کو اختیار کر لیا ہے جو اللہ کے پاس ہے۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی وہ بندے تھے اور حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالی عنہ ہم سب سے بڑے علم والے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابوبکر تم مت رو، بے شک لوگوں میں سب سے زیادہ اپنی صحبت اور مال سے میری خدمت کرنے والا ابوبکر ہے اور اگر میں اپنی امت میں سے کسی کو خلیل بناتا تو میں ابوبکر کو خلیل بناتا لیکن اسلام کے اعتبار سے بھائی ہونے کا رشتہ اور دوستی اپنی جگہ قائم ہے۔ مسجد میں دروازہ باقی نہیں رکھا جائے گا مگر اس کو بند کر دیا جائے گا سوائے ابوبکر کے دروازے کے۔(بخاری ۴۶۶، ۳۶۵۴، مسلم شریف ۶۱۷۰)

اس حدیث میں صدیق اکبر کے کی خصائص مذکور ہیں۔ اس حدیث کے پیش نظر اور امامت والی حدیث کے پیش نظر علماء نے پوری امت کا اجماع بیان کیا ہے کہ آپ تمام صحابہ میں سب سے بڑے عالم ہیں۔(ابن بطال جلد ۲ صفحہ ۱۰۵، منہاج السنہ جلد ۲ صفحہ ۲۱۱، فتاوی شامی جلد ۵ صفحہ ۵۵۲)

یہی ہے وہ خطبہ جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا آخری خطبہ ہے جو حجۃ الوداع کے تین ماہ بعد مسجد نبوی میں دیا گیا۔ آخری یادگار خطبے کے طور پر محبت والوں کے لیے زبانی یاد کرنے کے قابل ہے۔

حضرت عروہ بن زبیر فرماتے ہیں کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ (اپنے زمانے میں) تمام انسانوں سے بڑے عالم تھے۔ انہ کان اعلم الناس (مسند احمد: ۲۳۳۳۳)

(۵۶) آپ نے محبوب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے وقت سب سے زیادہ جرات اور استقامت کا مظاہرہ فرمایا۔ صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب قرآن شریف کی آیت ما محمد الا رسول کی تلاوت فرمائی تو صحابہ کرام علیہم الرضوان کی حیرانی دور ہوگئی اور سب کو یقین آ گیا کہ حبیب اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وصال فرما چکے ہیں۔ سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہمیں ایسا لگا جیسے لوگ اس آیت کا مفہوم آج تک نہیں سمجھ سکے تھے۔ جب لوگ وہاں سے رخصت ہوئے تو ہر ایک کی زبان پر یہی آیت تھی: واللہ لکان الناس لم یکونوا یعلمون ان اللہ انزلھا حتی تلاھا ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فتلقا ھا منہ الناس الخ (بخاری: ۱۲۴۱۔۱۲۴۲)

(۵۷) صحابہ کرام میں اختلاف ہوا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو کہاں دفن کیا جائے، اس بارے میں کسی کے پاس کوئی علم نہیں تھا، مگر صدیق اکبر نے بتایا کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ نبی جہاں وفات پاتے ہیں وہیں دفن ہوتے ہیں۔ (قرطبی جلد ۴ صفحہ ۲۲۰، ابن ماجہ: ۱۶۲۸)

علامہ سیوطی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ:

وکان مع ذالک اعلمھم بالسنۃ کما رجع الیہ الصحابۃ فی غیر موضع یبرز علیھم بنقل سنن عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم یحفظھا ھو ویستحضرھا عند الحاجۃ الیھا لیست عند ھم .

یعنی ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تمام صحابہ میں سب سے زیادہ سنت کے عالم تھے جیسا کہ صحابہ نے ایک سے زیادہ مرتبہ آپ کی طرف رجوع کیا اور آپ ضرورت کے وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث لے کر سامنے آئے جو انہیں حفظ تھی اور دماغ میں حاضر تھی اور وہ باقی صحابہ کے پاس نہیں تھی۔ (تاریخ الخلفاء صفحہ ۳۵)

(۵۸) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک عورت سے فرمایا کہ اگر آئندہ آؤ تو مجھے نہ پاؤ تو ابوبکر سے مل لینا (بخاری: ۷۲۲۰)

(۵۹) آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لوگوں سے کیے ہوئے وعدے پورے کیے۔ من کان لہ عند رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم دین او عدۃ فلیاتنا (بخاری: ۳۱۳۷)

(۶۰) مرتدین اور منکرین ختم نبوت کا مقابلہ کیا (بخاری: ۱۳۹۹، ۱۴۰۰)

(۶۱) سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال شریف کے بعد مرتدین نے زکوۃ دینے سے انکار کیا تو سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا واللہ لاقاتلن من فرق بین الصلوۃ والزکوۃ یعنی جس نے نماز اور زکوۃ میں فرق سمجھا اللہ کی قسم میں اس کے خلاف جنگ کروں گا۔ باقی صحابہ کرام علیہم الرضوان اس بات کو سمجھ نہ سکے۔ پھر بحث مباحثے کے بعد ان پر واضح ہوگیا کہ صدیق اکبر حق پر ہیں لہٰذا سب نے صدیق اکبر کی بات کی طرف رجوع فرمایا۔ قال عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فو اللہ ما ھو الا ان قد شرح اللہ صدر ابی بکر رضی اللہ تعالی عنہ فعرفت انہ الحق (بخاری: ۱۳۹۹، مسلم: ۱۲۳)

(۶۲) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ ناپسند کرتا ہے کہ ابوبکر سے خطا ہو۔ (مجمع الزوائد ۱۴۳۲۸)

(۶۳) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات کا سبب بنی۔ آپ کا جسم گھٹتا گیا حتی کہ آپ کی وفات ہوگئی ما زال جسمه یجری حتیٰ مات (مستدرک:۴۴۶۵)۔ اسی دوران غار والے سانپ کا زہر بھی عود کر آیا ثم انتقض علیه و کان سبب موته (مشکوٰۃ:۶۰۳۴)

(۶۴) قرآن وسنت میں سب سے زیادہ تفصیل کے صیغے آپ کے لیے استعمال ہوئے ہیں مثلاً اعظم درجة (الحدید:۱۰)، الاتقی (الیل:۱۷)، افضل الامة (ابوداؤد:۴۶۲۸)، خیر الصحابة (بخاری:۳۶۶۸)، اعلم (بخاری:۴۶۶)، ارحم (ترمذی:۳۷۹۰)، امن الناس علی رسول الله صلی الله تعالی علیه واله وسلم (بخاری:۴۶۶)، احق بالامامة (مستدرک حاکم:۴۴۷۸)، اشجع (مجمع الزوائد: ۱۴۳۳۳)، ان میں سے ہر صیغہ آپ خصوصیت ہے۔

عن عمر بن خطاب قال: ابو بکر سیدنا و خیرنا واحبنا الیٰ رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه واله وسلم یعنی حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ابوبکر ہمارے آقا وسردار تھے اور ہم سب سے بہتر تھے اور ہم سب سے زیادہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو پیارے تھے۔ (بخاری:۳۶۶۸، ترمذی:۳۶۵۶، مستدرک:۴۴۷۷)

سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اللہ کی قسم مجھے اپنی گردن کٹوا دینا منظور ہے مگر میں اس قوم کا امیر نہیں بن سکتا جس میں ابوبکر موجود ہو (بخاری:۶۸۳۰)۔ سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سیدنا صدیق اکبر کے سر پہ بوسہ دیا اور فرمایا انا فدء ک ولو لا انت لھلکنا یعنی میں قربان جاؤں اگر آپ نہ ہوتے تو ہم ہلاک ہوجاتے۔ (الریاض النضرۃ جلد ا صفحہ ۱۲۸)

سیدنا حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول سب سے زیادہ مناقب وخصائص آپ ہی کے ہیں۔

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا والله الذی لا اله الا هو: لو لا ان ابا بکر استخلف ما عبد الله یعنی اللہ کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں اگر ابوبکر خلیفہ نہ بنائے جاتے تو اللہ کی عبادت نہ کی جاتی۔ (الریاض النضرۃ جلد ا صفحہ ۱۲۸)

ابھی ہم نے صدیق اکبر اور فاروق اعظم کے اکٹھے خصائص کا ذکر نہیں کیا جن میں اس امت کا کوئی تیسرا فرد شامل نہیں۔ خلفاء ثلاثہ کے خصائص جن میں کوئی چوتھا شامل نہیں اور خلفاء اربعہ کے خصائص جن میں کوئی پانچواں شامل نہیں۔ مگر ابوبکر صدیق ہر جگہ شامل ہیں۔ اگر مناقب شمار کرتے وقت اس نکتے کو ذہن میں رکھیں گے تو انشاء اللہ چشم تحقیق روشن ہوگی۔

اے عزیز! خصائص صدیق نمبر دیکر لکھتے ہوئے نمبروں کو سنبھالنا مشکل ہوگیا، صرف بخاری شریف میں ہی آپ کے "خصائص" تعداد میں سے زیادہ ہے، یہ تو صرف خصائص کی بات ہے جبکہ سیدنا صدیق اکبر کے مناقب گننے سے علماء عاجز آچکے ہیں۔

امام نوری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کم للصدیق من موافف واثر ومن یحصی مناقبة ویحیط بفضائله غیر الله عزوجل یعنی صدیق کے کتنے ہی مراتب ہیں اور آپ نے کتنی یادیں چھوڑی ہیں ان کے مناقب کا شمار اور فضائل کا احاطہ اللہ عزوجل کے سوا کون کرسکتا ہے۔ (تہذیب الاسماء واللغات جلد ۲ صفحہ ۴۷)

اولین پرسشش نماز بود

==

جناب مفتی محمد شاہد اقبال آسوی

============

نماز اسلام کا سب سے اہم و اکرم فریضہ ہے۔ اعمال و عبادات میں سب سے افضل و اعلیٰ نماز ہی ہے۔ اسلام میں سب اعمال سے پہلے نماز فرض ہوئی، یعنی نبوت کے گیارہویں سال ہجرت سے دو سال کچھ ماہ پہلے نیز اللہ تعالیٰ نے ساری عبادتیں فرش پر بھیجیں مگر نماز اپنے محبوب علیہ الصلوۃ والسلام کو عرش پر بلا کر دی۔ اس لئے کلمہ شہادت کے بعد سب سے بڑی عبادت نماز ہے۔ قرآن پاک میں اللہ جل مجدہ نے تقریباً ایک سو سے زیادہ مرتبہ نماز پابندی سے ادا کرنے کی تاکید و ترغیب اور فضیلت و اہمیت بیان فرمائی ہے اور سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے بھی اپنے ارشادات مقدسہ میں نماز پنجگانہ کی بہت زیادہ تاکید و اہمیت بیان فرمائی اور نماز کو دین اسلام کی اساس و بنیاد قرار دیا ہے۔

نماز کے بارے میں چند آیات قرآنی اور احادیث مقدسہ

ویقمون الصلوٰۃ وممارزقنھم ینفقون (سورہ بقرہ آیت:۳)

ترجمہ: اور نماز قائم رکھیں اور ہماری دی ہوئی روزی میں سے ہماری راہ میں اٹھائیں (یعنی خرچ کریں)

یقمون اقامت سے بنا ہے۔ اس کے لغوی معنی سیدھا کرنا اور یہاں مراد ہے نماز کو ہمیشہ پڑھنا۔ اس کے ظاہری اور باطنی آداب کے ساتھ پڑھنا۔ ظاہری آداب اس کی شرطیں فرائض سنتیں مستحبات ہیں اور باطنی شرائط یہ ہیں کہ دل میں عاجزی ہو ریا نہ ہو حضور قلبی ہو دل ہمہ تن بارگاہ الٰہی کی طرف متوجہ ہو۔ اس لیے قرآن کریم نے جہاں بھی نماز کا ذکر فرمایا وہاں قائم کرنے کے ساتھ فرمایا جو شخص نماز تو پڑھے لیکن پابندی سے نہ پڑھے وہ اس آیت پر عامل نہیں۔ صوفیاء کے نزدیک نماز قائم کرنا اور ہے اور نماز قائم رکھنا کچھ اور جیسے بغیر بنیاد کے دیوار قائم نہیں رہتی بغیر جڑ کے درخت نہیں رہتا۔ ایسے ہی دیوار نماز پر اسلام کی ساری عمارت قائم ہے۔ (الصلوۃ عماد الدین، نماز دین کا ستون ہے) اور اس نماز کو مضبوط بنیاد پر قائم کرو، وہ بنیاد ہے عشق مصطفےٰ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کہ منہ ہو کعبہ کی طرف اور دل ہو مدینہ کی طرف ورنہ رکوع و سجود حجاب ہیں۔

شوق تیرا اگر نہ ہو میری نماز کا امام
میرا قیام بھی حجاب میرا سجود بھی حجاب

اللہ کریم عشق مصطفےٰ والی نماز قائم کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

دوسرے مقام پر اللہ جل جلالہ ارشاد فرماتے ہیں۔

۲۔ **قل لعبادی الذین امنوا یقیموا الصلوۃ** (سورہ ابراھیم آیت:۳۱)

ترجمہ: اے محبوب میرے ان بندوں سے فرماؤ جو ایمان لا چکے ہیں کہ وہ نماز قائم کریں۔

۳۔ نماز پڑھنے والوں کی کامیابی کا ذکر اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں یوں بیان فرماتا ہے۔

قد افلح المومنون الذین ھم فی صلوتھم خاشعون (المومنون آیت:۱۔۲)

ترجمہ: بلاشبہ وہی ایمان والے کامیاب ہوئے جو اپنی نماز خشوع سے (پڑھتے ہیں)۔

قدافلح من تزکی و ذکر اسم ربہ فصلی (سورہ اعلیٰ آیت:۱۴۔۱۵)

ترجمہ: یقیناً وہ کامیاب ہوا جو پاک وصاف رہا اپنے رب کا نام لے کر نماز پڑھی۔

نماز بے حیائی سے روکتی ہے

اللہ پاک کا ارشاد ہے

واقم الصلوۃ ان الصلوۃ تنھی عن الفحشاء والمنکر ○ (سورہ العنکبوت:۴۵)

ترجمہ: اور نماز (پابندی) سے پڑھتے رہو بے شک نماز بے حیائی اور برائی سے روکتی ہے۔

نماز سے گناہ معاف ہوتے ہیں

واقم الصلوۃ طرفی النھار وزلفا من اللیل ان الحسنات یذھبن السیات ذالک ذکری للذاکرین (سورہ ھود آیت:۱۱۴)

ترجمہ: پابندی سے ادا کرو نماز، دن کے دونوں کناروں، اور رات کے حصوں میں، بے شک نیکیاں مٹادیتی ہیں گناہوں کو یہ نصیحت ہے نصیحت قبول کرنے والوں کے لیے۔

دن کے دونوں کناروں سے صبح وشام مراد ہیں زوال سے قبل کا وقت صبح میں اور بعد کا شام میں داخل ہے۔ صبح کی نماز فجر اور شام کی نماز ظہر وعصر ہیں رات کے حصوں کی نمازیں مغرب وعشا ہیں اس آیت کریمہ میں نماز پنجگانہ کا ذکر ہے۔ شان نزول ایک شخص نے کسی عورت کو دیکھا اور اس سے خفیف سی حرکت بے حجابی کی سرزد ہوئی اس پر وہ نادم ہوا اور رسول کریم علیہ الصلوۃ والسلام کی بارگاہ میں حاضر ہو کر اپنا حال بیان کیا اس پر یہ آیت نازل ہوئی اس شخص نے عرض کیا کہ صغیرہ گناہوں کے لئے نیکیوں کا کفارہ ہونا کیا خاص میرے لئے ہے۔

فرمایا میری ساری امت کے لئے (بخاری ومسلم، مشکوۃ شریف، خزائن العرفان)

حافظو علی الصلوت والصلوۃ الوسطیٰ وقوموا للہ قانتین (البقرہ:۲۳۸)

ترجمہ: نگہبانی کرو سب نمازوں کی اور بیچ والی نماز (عصر) کی اور کھڑے ہو اللہ کے حضور ادب سے یعنی پنجگانہ فرض نمازوں کو ان کے اوقات پر ارکان وشرائط کے ساتھ ادا کرتے رہو۔

احادیث مقدسہ:

سرکار دوعالم نورمجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا

اول ما یحاسب بہ العبد یوم القیامۃ الصلاۃ فان صلحت صلح سائر عملہ فان فسدت فسد سائر عملہ (رواہ الطبرانی فی الاوسط۔ الترغیب والترہیب جلد اول)

ترجمہ: قیامت کے دن بندے سے سب سے پہلے نماز کا حساب لیا جائے گا اگر یہ درست ہوئی تو باقی اعمال کا حساب بھی اچھا رہے گا اگر نماز کا حساب ٹھیک نہ ہوا تو باقی تمام اعمال کا حساب بھی ٹھیک نہیں ہوگا۔

ایک روایت میں ہے بندہ خائب وخاسر ہوا۔

حضرت ابوھریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا جو شخص اپنے گھر میں وضو کر کے فرض ادا کرنے کے لئے مسجد جاتا ہے تو ایک قدم پر اس کا ایک گناہ مٹتا ہے دوسرے قدم پر ایک درجہ بلند ہوتا ہے۔ (صحیح مسلم شریف)

حدیث قدسی میں ہے اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے اگر میرا بندہ صحیح وقت میں نماز پابندی سے پڑھتا ہے تو ایسے بندے کا میرے ذمہ کرم پر

عہد ہے کہ اسے عذاب نہ دوں اور بلا حساب جنت میں داخل کروں (حاکم)

نماز گناہوں کا کفارہ:

حضرت ابو مسلم تغلبی کہتے ہیں کہ میں حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا تو وہ مسجد میں تشریف فرما تھے۔ میں نے عرض کی مجھ سے ایک صاحب نے آپ کی طرف سے یہ حدیث نقل کی ہے کہ آپ نے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے یہ ارشاد سنا ہے کہ جو شخص اچھی طرح وضو کرے اور پھر فرض نماز پڑھے تو حق تعالیٰ شانہ اس دن وہ گناہ جو چلنے سے ہوئے اور وہ گناہ جو اس کے ہاتھوں سے ہوئے ہوں سب کو معاف فرما دیتا ہے۔ حضرت ابوامامہ نے فرمایا

واللہ قد سمعته من النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم مرارا

اللہ کی قسم میں نے یہ حدیث مبارک سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے کئی مرتبہ سنی (رواہ احمد) (الترغیب والترہیب) جلد اول۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا

ان للہ ملکاًینادی عند کل صلاۃ یا بنی آدم قوموا الیٰ نیر انکم التی او قد تموھا فاطفئناھا ۔

ترجمہ: بے شک اللہ کے یہاں ایک فرشتہ مقرر ہے جو ہر نماز کے وقت یہ آواز لگاتا ہے کہ اے اولاد آدم اٹھو اور جہنم کی آگ کو جسے تم نے (گناہوں کی بدولت) اپنے اوپر جلانا کر دیا بجھاؤ یعنی نماز پڑھو (طبرانی فی الاوسط والصغیر)

سید عالم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا

انما موضع الصلوٰۃ من الدین الراس من الجسد

ترجمہ: نماز کا مقام دین میں ایسا ہے جیسا کہ سر کا مقام جسم میں ہوتا ہے۔

حضور پر نور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا بندہ جب نماز کے لئے کھڑا ہوتا ہے اس کے لیے جنتوں کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور اس کے اور پروردگار کے درمیان حجاب ہٹا دیئے جاتے ہیں۔ اور حور عین اس کا استقبال کرتی ہیں جب تک نہ ناک سنکے اور نہ کھنکارے (طبرانی)

فقیہ ابو اللیث سمرقندی بستان العارفین میں نقل فرماتے ہیں امام المرسلین صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا نماز پڑھنے سے اللہ تعالیٰ خوش ہوتا ہے فرشتے پیار کرتے ہیں۔

۳۔ تمام انبیاء کی سنت ہے یہ نور معرفت ہے اصل جز ایمان ہے قبولیت دعا ہے رزق میں برکت کا باعث ہے بدن میں راحت شیطان کو ناخوش کرتی ہے۔

۱۔ ملک الموت کے سامنے سفارشی ہوگی۔

۲۔ قبر میں روشنی کا باعث ہوگی۔

۳۔ منکر منکیر کے لئے جواب۔

۴۔ قیامت تک مونس و غمخوار ہوگی۔

۵۔ روزِ قیامت اوپر سایہ کرے گی۔

۶۔ سر پر تاج ہوگی۔

۷۔ نمازی اور دوزخ کے درمیان پردہ ہوگی۔

۸۔ پل صراط سے گزار دے گی اور جنت کی چابی ہے کیونکہ اس میں تسبیح و تقدیس، تعظیم قرات اور دعا ہے۔

عبداللہ بن عمرو بن عاص نبی پاک کریم علیہ الصلوۃ والسلام سے راوی کہ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ایک دن نماز کا ذکر کیا تو فرمایا کہ جو اس پر پابندی کرے گا نماز اس کے لئے قیامت کے دن روشن دلیل اور نجات ہو جائے گی اور جو اس پر پابندی نہ کرے گا تو اس کے لئے نہ نور ہوگی نہ دلیل نہ نجات اور وہ قیامت کے دن قارون، فرعون ہامان، اور ابی بن خلف کے ساتھ ہوگا (مشکوۃ شریف دارمی)

بندہ مومن کو کبھی بھی نماز میں سستی نہیں کرنی چاہئے باقاعدگی کے ساتھ پانچ وقت نماز ادا کرنی چاہئے قرآن وحدیث میں جہاں نماز پڑھنے کے فضائل وبرکات بیان ہوئے وہاں ترک نماز پر سخت وعیدیں بھی آئی ہیں۔سورہ مدثر میں ہے قیامت کے دن جنتی دوزخیوں سے پوچھیں گے۔

ما سلککم فی سقر قالوا لم نک من المصلین (سورہ مدثر آیت:۴۲۔۴۳)

ترجمہ: تمہیں کس جرم نے دوزخ کی آگ میں ڈالا تو وہ جواب دیں گے ہم نماز نہیں پڑھتے تھے۔

سورہ ماعون میں نماز میں سستی وکوتاہی کرنے والوں کے بارے میں ارشاد خداوندی ہے:

فویل للمصلین الذین عن صلاتھم ساھون (سورہ ماعون آیت:۴۔۵)

ترجمہ: ان نمازیوں کے لئے ہلاکت وخرابی ہے جو اپنی نماز میں سستی کرتے ہیں۔

مصعب بن سعد کہتے ہیں میں نے اپنے والد محترم سے دریافت کیا آپ اللہ تعالی کے اس ارشاد کا کیا مطلب سمجھتے ہیں۔

ہم میں سے کون ایسا ہوگا جس کو نماز میں سہو نہ ہوتا ہو وسوسہ نہ آتا ہو تو انہوں نے فرمایا اس کا یہ مطلب نہیں بلکہ اس سے مراد ہے کہ کھیل کود میں لگ کر جو نماز کا وقت نکال دیتے ہیں۔(الترغیب والترہیب)

حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں مجھے میرے محبوب علیہ الصلوۃ والسلام نے وصیت فرمائی کہ کسی چیز کو اللہ کا شریک نہ ٹھہراؤ اگر چہ تم مار ڈالے جاؤ یا جلا دیئے جاؤ اور فرض نماز جان بوجھ کر نہ چھوڑو جس نے اسے عمداً چھوڑا اس سے ذمہ بری ہوگیا۔اور شراب نہ پیئو کہ یہ ہر برائی کی کنجی ہے (ابن ماجہ مشکوۃ شریف)

نوفل بن معاویہ سے مروی ہے جس کی نماز چھوٹ گئی گویا اس کے اہل وعیال اور گھر بار لٹ گیا۔(صحیح بخاری)

حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے اپنے گورنروں کو لکھا کہ میرے نزدیک سارے کاموں سے زیادہ اہم نماز ہے جس نے اسے محفوظ رکھا اور اس کی پابندی کی اس نے اپنا دین محفوظ رکھا اور جس نے اسے ضائع کر دیا تو وہ نماز کے سوا کو ضائع کرے گا (موطا امام مالک، مشکوۃ المصابیح)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی بینائی جاتی رہی تو لوگوں نے عرض کیا ہم آپ کا علاج کرنا چاہتے ہیں مگر چند دن تک آپ کو نماز چھوڑنا ہوگی۔آپ نے فرمایا ایسا نہیں ہوسکتا کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا ارشاد ہے تارک نماز قیامت کے دن اللہ سے اس حالت میں ملے گا کہ وہ اس پر سخت غضب ناک ہوگا (ابن ماجہ، الترغیب والترہیب)

حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ والہ وسلم فرماتے ہیں جس دین میں نماز نہیں، اس میں کوئی خیر نہیں (مسند احمد)

حضرت انس رضی اللہ فرماتے ہیں نبی کریم علیہ الصلوۃ والسلام کے وصال کے وقت آپ کی آخری وصیت یہ تھی **الصلوۃ الصلوۃ وماملکت ایمانکم** نماز، نماز کی پابندی غلاموں کے حقوق کا خیال رکھنا اس ارشاد مبارک کو کئی مرتبہ دھراتے رہے (بیہقی، احمد)

سرکار دو عالم نور مجسم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی نماز سے کس قدر محبت تھی وقت وصال بھی اپنے غلاموں کو نماز کی پابندی کی تلقین کتنی تاکید سے فرمائی۔ہمیں بحیثیت مسلمان نماز پنجگانہ کی پابندی کرنی چاہئے۔نماز میں ہرگز سستی وکوتاہی نہیں کرنی چاہئے۔اللہ کریم ہمیں پانچ وقت پابندی کے ساتھ نماز ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

مرشد کامل سیدی حضور مفکر اسلام قدس سرہ کی نگاہ عنایت سے چند صفحات سپرد قرطاس کئے اللہ کریم قبول فرمائے عمل کی توفیق عطا فرمائے۔

ائمہ محدثین اور اہلِ قبور سے استمداد

==

ازقلم: استاذ الاساتذہ علامہ ڈاکٹر محمد اشرف آصف جلالی۔۔۔۔۔۔۔ تلخیص: سعید آسوی

(قسط دوم) ====================

﴿حضرت محمد بن منکدر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا عقیدہ﴾

حضرت محمد بن منکدر رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت ۳۱ھ کو ہوئی۔ یعنی ان کا زمانہ صحابہ کرام علیہم الرضوان کے زمانے کے قریب ہے۔ انہوں نے متعدد صحابہ کرام سے ملاقات کی اور ان سے شرف تلمذ حاصل کیا اور پھر آگے پڑھاتے رہے۔ انہوں نے حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا، سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ، حضرت جابر رضی اللہ عنہ، حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ اور حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ جیسی جلیل القدر ہستیوں سے پڑھا۔ پھر محمد بن منکدر علیہ الرحمہ وہ استاد ہیں، جن کے تلامذہ میں امامِ اعظم ابوحنیفہ، امامِ مالک اور امام سیدنا جعفر صادق رضی اللہ عنہم جیسے فقیہ اور محدث ہوں۔ صحاح ستہ والے تمام محدثین بھی ان کے شاگرد ہیں۔

ان محمد بن منکدر رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں امام ذہبی علیہ الرحمہ نے اپنی مایہ ناز کتاب 'سیر اعلام النبلاء' میں لکھا کہ یہ اکثر در رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم پر بیٹھے رہتے تھے۔

وَکَانَ یَأْتِیْ مَوْضِعاً مِّنَ الْمَسْجِدِ یَتَمَرَّغُ فِیْهِ... محمد بن منکدر علیہ الرحمہ مسجد نبوی شریف میں ایک جگہ آ کر لیٹتے تھے

وَیَضْطَجِعُ... اور وہاں لیٹ جاتے تھے۔

فَقِیْلَ لَهٗ فِیْ ذٰلِکَ... تو ان سے کہا گیا کہ اس کا سبب کیا ہے؟

فَقَالَ اِنِّیْ رَأَیْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ فِیْ هٰذَا الْمَوْضِعِ

تو یہ کہنے لگے کہ اگرچہ میں بعد میں ہوا ہوں مگر میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو اس جگہ دیکھا ہے۔

تو ان کا عقیدہ کیا تھا؟ اسماعیل بن یعقوب کہتے ہیں:

کَانَ ابْنُ الْمُنْکَدِرِ یَجْلِسُ مَعَ اَصْحَابِهٖ

حضرت محمد بن منکدر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بیٹھے تھے اردگرد مجمع لگا ہوتا تھا۔

فَکَانَ یُصِیْبُهٗ صَمَاتٌ... انہیں ایسا مرض تھا یا کوئی ایسی وجہ تھی کہ زبان چپ کر جاتی تھی۔

فَکَانَ یَقُوْمُ کَمَا هُوَ... تو حضرت محمد بن منکدر رحمۃ اللہ علیہ اٹھ کر کھڑے ہو جاتے تھے یہاں تک کہ اپنا رخسار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر انور پر رکھ دیتے تھے۔

وہ کتنا اچھا زمانہ تھا۔ وہاں کوئی ایسا دھتورا نہیں کھڑا تھا جو محمد بن منکدر رحمۃ اللہ علیہ کو مارتا کہ سجدہ کر رہے ہو۔ اس وقت قبر مبارک ابھی ننگی تھی۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے آرام کی وہ جگہ جو عرش سے بھی افضل ہے اس مقام پر بیٹھے ہوئے جب یہ حالت پیش آتی تو پھر وہ اٹھتے اور اپنے رخسار نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی قبر انور پر رکھ دیتے اور پھر یہ ایک بار نہیں ہوا بلکہ بار بار ایسا ہوا۔ اس لیے کہ اس میں کَانَ ماضی استمراری ہے اور

اس پر دلالت کرتا ہے کہ وہ بار بار ایسا عمل کرتے تھے۔

يَضَعُ خَدَّهُ عَلٰى قَبْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم

یہ اپنا رخسار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر انور پر رکھتے۔

ثُمَّ يَرْجِعُ... پھر واپس لوٹ آئے۔

اب تو وہاں پر روضہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اگر کوئی ہاتھ باندھے تو اس کے لئے قید خانہ ہے۔ ہاتھ کھولے جارہے ہیں جو نہیں کھولے گا اس کو اٹھا کے لے جائیں گے۔ وہی دھتورے جو اپنے بادشاہوں کے قدم چومتے ہیں اپنے اوپر مسلط حکمرانوں کے سامنے ہاتھ باندھ کر کھڑے ہوتے ہیں۔ ہزار بار تم ان کا ٹی وی پر مشاہدہ کر سکتے ہو، انہیں بتوں کی طرح چومتے نظر آتے ہیں۔ لیکن ادھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ کے پاس جس نے ہاتھ باندھے ہوں تو وہ شرک شرک کی آواز لگاتے ہیں اور ہاتھ کھلاتے ہیں کہ ہاتھ باندھے سے بھی شرک ہو جائے گا، ادھر ہاتھ نہ باندھو۔

قبر انور سے استعانت: حضرت محمد بن منکدر رحمۃ اللہ علیہ جھک کر جب رخسار قبرِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر رکھتے تھے تو کسی نے پوچھا کہ اس کا سبب کیا ہے؟ اب سنو! استادوں کے استاد، ولیوں کے سرتاج اور ایک بہت بڑے تابعی کا عقیدہ۔ حضرت محمد بن منکدر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے یہ الفاظ ہیں:

فَقَالَ اِنْ يُّصِيْبَنِيْ خَطَرٌ فَاِذَا وَجَدْتُ ذٰلِكَ اِسْتَعَنْتُ بِقَبْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم

اگر مجھے خطرہ ہو جب میں یہ محسوس کروں تو میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر سے مدد چاہتا ہوں۔

وہی لفظ استعمال کیے جو سورۃ الفاتحہ میں موجود ہیں (ایاک نستعین)

آپ نے فرمایا کہ: اِسْتَعَنْتُ بِقَبْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم

میں نے رخسار عبادت کی نیت سے نہیں رکھا، میں نے رخسار رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک سے مدد چاہنے کے لیے رکھا ہے۔

یہ بات ذہن میں رکھیں کہ یہ امام ہیں، ان کو احتیاط کا پتا ہے۔ اور پھر یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ پاک کی خصوصیت ہے۔

عام قبروں پر جاتے وقت کسی زائر کے لیے یوں جھکنا جائز نہیں ہے۔ اس لیے کہ عوام کو معلوم نہیں کہ حالتِ سجدہ کس طرح بن جاتی ہے، پھر اتہام کا خطرہ ہے۔ حضرت محمد بن منکدر رحمۃ اللہ علیہ کو ان ساری چیزوں کا علم ہے اور رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک چونکہ ننگی ہے۔ سرکار علیہ السلام کی قبر کی مٹی کے ساتھ چہرہ لگانے کا موقع میسر ہے اور وہاں لگایا ہے اور لوگوں کو بتایا ہے کہ

اِسْتَعَنْتُ بِقَبْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم ... (سیر اعلام النبلاء ج۶ ص۱۵۹)

میں نے نبی علیہ السلام کی قبر سے مدد چاہی ہے۔

کیا انہیں یاد نہیں تھا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنَ.. ہم تجھی کو پوجیں اور تجھی سے مدد چاہیں۔

کیا محمد بن منکدر رحمۃ اللہ علیہ فاتحہ کے بغیر نماز پڑھتے تھے؟ کیا محمد بن منکدر رحمۃ اللہ علیہ کو یہ آیت نہیں آتی تھی؟ انہیں یہ سورۃ آتی تھی اور یقیناً آتی تھی لیکن پھر بھی وہ مشکل آنے پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر سے استعانت کرتے تھے اور پھر ایسے شخص کو جب امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنا استاد بنا رہے ہیں تو انہیں یہ خیال نہ آیا کہ میں کہیں معاذ اللہ مشرک سے تو نہیں پڑھ رہا۔

حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو خیال نہ آیا، وہ آپ کے سینکڑوں شاگرد جن کے آگے پھر ہزاروں شاگرد ہیں، انہوں نے اس امام

سے پڑھا اور اس امام کا عقیدہ اتنا واضح عقیدہ ہے اور اللہ تعالیٰ کا فضل ہے ہمیں اپنے عقیدے کی تاریخ بیان کرتے ہوئے شرم نہیں آتی۔ یہ رستہ سیدھا مدینہ شریف جانے والا ہے۔

آئمہ محدثین کا عمل بعد والوں کے لئے حجت: رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت میں سے محدثین کے عمل کا دوسرے لوگ تقاضا کر رہے تھے۔ اس واسطے محدثین کا عمل آپ کے سامنے پیش کرنے لگا ہوں اور پھر وہ محدثین جن کی سندوں پر پوری حدیثوں کا مدار ہے۔ یہ نہیں کہ دسویں صدی کا کوئی محدث، نویں صدی، چھٹی صدی کا کوئی محدث، سب سے پہلے ان استادوں کا عقیدہ بیان کرنے لگا ہوں جہاں جا کر سارے شاگرد اکٹھے ہوتے ہیں اور جن کے شاگرد ہر ہر مسند پر پہنچے اور جن کی روایت کردہ حدیثیں بخاری میں ہیں۔ ان کی روایتیں ان کا احترام کرتے ہوئے قبول کی جاتی ہیں۔ کہ چونکہ فلاں نے یہ حدیث روایت کی ہے لہذا یہ حدیث سچی ہے۔ یعنی علم حدیث کی جو بنیاد ہے اور جہاں جا کر سارے کنکشن جڑتے ہیں ان لوگوں کا عقیدہ بیان کریں گے۔ تو جنھیں ان کا عقیدہ پسند ہے وہی ان کی روایت کردہ حدیث مان سکتا ہے ورنہ بدعتی کی حدیث معتبر نہیں ہوتی۔ اور جو شخص مشرک ہو اگر وہ حدیث پڑھائے تو اس کے بارے میں سارے اصول حدیث میں لکھا ہے کہ اس کی حدیث معتبر نہیں، اس کو مانا نہیں جا سکتا۔ اس کو پڑھا نہیں جا سکتا اور اس کو پڑھایا بھی نہیں جا سکتا۔ لہذا راوی کے لئے پہلی شرط یہ ہے کہ اس کا عقیدہ درست ہو۔

﴿حضرت امام حمیدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا عقیدہ﴾

یہ وہ امام ہیں جنہوں نے علم حدیث کی بہت زیادہ خدمت کی، ساری زندگی حدیث پڑھتے پڑھاتے گذار دی۔ بخاری و مسلم کے بعد جو حدیث پڑھانے والے لوگ ہیں ان میں ان کا بڑا منفرد مقام ہے۔ ۴۸۸ھ میں ان کا وصال ہوا۔ انہوں نے بخاری و مسلم کو جمع کر کے 'جمع بین الصحیحین' ترتیب دیا۔ اس کے علاوہ بہت زیادہ ان کی علمی خدمات ہیں۔

جب ان کا وصال ہو گیا تو انہیں بغداد شریف کے مقبرہ باب ابرز میں دفن کیا گیا مگر حضرت امام حمیدی رحمۃ اللہ علیہ نے اس وقت کے حکمران مظفر ابن رئیس کو وصیت کی تھی کہ جب میرا وصال ہو تو تم نے میری قبر حضرت بشر حافی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی قبر کے پاس بنانی ہے۔ حضرت بشر حافی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بہت بڑے ولی ہیں۔ بغداد شریف میں دریائے دجلہ کے قریب باب الاعظمیہ میں حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پڑوس میں ان کا مزار ہے۔ امام حمیدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے وصیت کی تھی کہ مجھے تم نے حضرت بشر حافی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے قریب دفن کرنا ہے۔ زندہ ہوتے ہوئے اگر کسی قبر والے کے پاس جانے سے کوئی فائدہ نہ ملتا ہو تو پھر مر کے وہاں جانے کی ضرورت کیا تھی۔

حضرت امام حمیدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ شیخ المحدثین: حضرت امام حمیدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا امام ذہبی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی کتاب 'سیر اعلام النبلاء' میں تذکرہ کرتے ہوئے شیخ المحدثین کا لفظ بولا یعنی محدثین کے پیر اور محدثین کے استاد اور پھر انہیں امام القدوہ کہا کہ جن کی اقتداء کی جاتی ہے۔ اور ابن حزم ان کے شاگرد ہیں۔ اندلس کی سرزمین میں علم و حکمت کا ستارہ ہیں۔ وصال سے قبل انہوں نے وصیت کی اور انہوں نے اپنا نظریہ ظاہر کر دیا جس پر وہ پہلے موجود تھے کہ مجھے کسی عام جگہ پر دفن نہ کرنا بلکہ مجھے حضرت بشر حافی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جو ولیوں کے ولی ہیں اور صوفیوں کے صوفی ہیں جن کی ولایت کے ہر طرف چرچے ہیں اس کے پڑوس میں دفن کرنا ہے۔ اس لیے کہ ان کا یہ عقیدہ تھا کہ اللہ تعالیٰ کے ولی کا پڑوس مل جائے گا تو بعد از وصال بھی قبر ٹھنڈی رہے گی اس سلسلے میں یہ کوئی انوکھی بات نہیں بلکہ یہ حدیث کا حصہ ہے۔

صالحین کے قرب کا فائدہ: اس حدیث بخاری و مسلم سے پتہ چلتا ہے کہ قبر کے لیے یہ وصیت کرنا کہ فلاں ولی کے پاس ہو اس کی پیچھے اصل موجود ہے اور اس کا سبب موجود ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام بھی واضح کر رہے تھے کہ بیت المقدس میں جو انبیاء کرام کے مزارات ہیں جن کی وجہ سے جو بیت المقدس کو تقدس حاصل ہے۔ یہ چاہتے تھے کہ میرا ڈیرہ بھی وہاں لگے جہاں رحمتوں نے پہلے ہی ڈیرہ لگا رکھا ہے۔

برے پڑوس کے نقصانات: رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:

اُدْفُنُوا مَوْتَاكُمْ وَسْطَ قَوْمٍ صَالِحِيْنَ... (التذکرہ قرطبی)

اپنے فوت شدگان کو نیکوں کے درمیان دفن کیا کرو۔

اس کا سبب کیا ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

فَإِنَّ الْمَيِّتَ يَتَأَذَّى بِجَارِ السُّوْءِ كَمَا يَتَأَذَّى الْحَيُّ بِجَارِ السُّوْءِ

بے شک برے پڑوس کی وجہ سے میت کو تکلیف ہوتی ہے جس طرح زندہ کو برے پڑوس کی وجہ سے تکلیف ہوتی ہے۔

جہاں روزانہ مردے کی تفتیش ہوتی ہو، عذاب اتر رہا ہو، جس کی دیواریں ساتھ ہوں اس کو بھی تکلیف ہوگی۔ جہاں قبر جنت کا باغ بنی ہو تو جس کی قبر اس کے ساتھ ہو، اسے بھی خوشبو آسکتی ہے۔ لہٰذا اپنے مردے کو برے پڑوس سے بچاؤ۔

جن کی قبریں فوت شدگان کو بھی فائدہ پہنچائیں ان کی قبروں کا زندہ کے لیے کتنا ہوگا۔ یہ کسی جاہل کی بات نہیں کسی متوہم کی بات نہیں بلکہ میں شیخ المحدثین کی بات پیش کر رہا ہوں۔ جن کے سینے میں ہزاروں تک حدیث پہنچیں اور وہ حدیث کے امام ہیں۔ حضرت امام حمیدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ وصیت کر کے گئے کہ مجھے حضرت بشر حافی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاس دفن کرنا، میں دنیا سے چلا جاؤں گا لیکن پھر بھی مجھے ان کا فیض ضرور ملے گا۔ جب امام حمیدی رحمۃ اللہ تعالیٰ فوت ہوگئے ورثاء نے کوئی دھیان نہ کیا۔ ان کو باب ابرز میں دفن کر دیا گیا۔ پھر انہیں وہاں دو سال گزر گئے اس کے بعد اس حکمران کو خواب میں ملے۔ ان کا عقیدہ دیکھو جو ۴۸۸ھ کے اندلس کے علم کا ستارہ، جو بغداد شریف میں آ کر استاد قرار پایا۔ وہ امام حمیدی وصیت کر گئے تھے کہ حضرت بشر حافی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاس دفن کیا جائے۔ لیکن جب وصیت پر عمل نہ ہوا اور دو سال صبر کر لیا۔ پھر اسی کے خواب میں آئے جس کو وصیت کی تھی۔ اسے کہا کہ تم نے میری وصیت پوری نہیں کی۔

فَرَاٰهُ بَعْدَ مَرَّةٍ فِي النَّوْمِ يُعَاتِبُهُ

جب بادشاہ مظفر کے خواب میں آئے تو غصے میں تھے۔ ان پر عتاب کیا کہ تجھے میں بشر حافی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاس دفن کرنے کا کہا تھا لیکن تم نے مجھے ان سے کہیں دور دفن کیا۔ مجھے یہاں سے نکالو اور بشر حافی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے قدموں میں دفن کرو۔

امام حمیدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا بدن دو سال بعد بھی خوشبودار:

ثُمَّ إِنَّهُمْ نَقَلُوْهُ بَعْدَ سَنَتَيْنِ إِلَى مَقْبَرَةِ بَابِ حَرْبٍ چنانچہ باب البرز کے قبرستان سے نکال کر باب حرب کے قبرستان میں لے گئے۔

فَدُفِنَ عِنْدَ بِشْرِ الْحَافِيْ رحمه الله تعالى... (سیر اعلام النبلاء جلد ۱ صفحہ ۱۸۵)

حضرت بشر حافی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاس دو سال بعد ان کو دفن کیا گیا۔ انہوں نے یہ اپنے زور بازو سے کروایا۔ حافظ ابن عساکر کہتے ہیں کہ ۴۹۱ھ کو جس وقت ان کا بدن نکالا گیا تو عینی گواہ کہتے ہیں:

وَكَانَ كَفَنُهُ جَدِيْدًا وَبَدَنُهُ طَرِيًّا يَفُوْحُ مِنْهُ رَائِحَةُ الطِّيْبِ... (سیر اعلام النبلاء جلد ۶ صفحہ ۱۵۵)

کفن نیا تھا، بدن تازہ اور اس سے خوشبو آ رہی تھی۔

اس سے پتا چلا کہ ایسے عقیدے والوں کی ایسی ہی شان ہوتی ہے۔ یہ نیت تھی کہ بشر حافی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے قدموں میں برکت ملے گی اور مشکل حل ہو جائے گی۔ اور پھر خود بھی کوئی معمولی درجے کا انسان نہیں، جن کے بدن نے یہ بتایا کہ بشر حافی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے قدموں سے دور رہ کر بھی اتنی قدر و قیمت تو ہے کہ کفن نیا ہے بدن تازہ ہے اور ان کے بدن سے خوشبو آ رہی ہے۔

یہ اس عقیدے کی صداقت ہے کہ برصغیر اور ہند میں گھڑا نہیں گیا بلکہ یہ عقیدہ پوری امت کا رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ولی جہاں دفن ہوتے ہیں وہاں پہنچنے کے لئے مر کے بھی ترستے رہتے ہیں۔

عقیدۂ توسل

رئیس التحقیق سید یوسف رفاعی۔ مترجم عبدالحکیم شرف قادری

بسم اللہ الرحمن الرحیم

(دوسری قسط)

ابوسعید سمعانی، حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تدفین سے فارغ ہوئے، اس کے تین روز بعد ایک اعرابی آیا اس نے اپنے آپ کو روضہ مطہرہ پر گرادیا اور خاک انور سر پر ڈالتے ہوئے کہنے لگا۔ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ نے فرمایا ہم نے آپ کا فرمان سنا، آپ نے اللہ تعالیٰ سے احکام حاصل کئے اور ہم نے آپ سے حاصل کئے، اللہ تعالیٰ نے جو کچھ آپ پر نازل کیا، اس میں یہ تھا۔

ولو انهم اذ ظلموا انفسهم جآئوک (النساء ۴۔۶۴)

اور اگر یہ بندے جب اپنی جانوں پر ظلم کریں، تو اے حبیب! تمہارے پاس حاضر ہو جائیں۔

روضہ انور سے آواز آئی کہ تیرے گناہ بخش دیے گئے۔

فبای حدیث بعده یومنون (الاعراف ۷، ۱۸۵) اس کے بعد یہ لوگ کس بات پر ایمان لائیں گے

مسئلہ توسل سے ہمارا عقیدہ: ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ انبیاء و اولیاء (حقیقۃ) نہ تو فاعل ہیں اور نہ اصحاب قدرت وتصرف، نہ حیات ظاہری میں اور نہ وصال کے بعد۔ کیونکہ ان کی صفت تو امکان اور فنا ہے (فاعل حقیقی اور موجد اللہ تعالیٰ ہے اور اگر یہ توسل، شرک اور غیر اللہ کی طرف توجہ ہو، جیسے کہ منکر کا گمان ہے، تو اسے چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں اور اولیاء اکرام کی زندگی میں بھی توسل اور دعا طلب کرنے سے منع کرے (کیونکہ شرک ہر وقت اور ہر حال میں ممنوع ہے) حالانکہ یہ ممنوع نہیں ہے بلکہ مستحب اور دین میں مستحسن ہے اور منکر کا گمان یہ ہو کہ یہ حضرات اس عزت وکرامت سے معزول کر دیئے گئے ہیں جو انہیں دنیاوی زندگی میں حاصل تھی، تو اس پر قطعاً کوئی دلیل نہیں ہے۔ ہاں جو اصحاب قبور آفت اور عذاب میں مبتلا ہوں، وہ بے شک متوسل کی طرف توجہ نہیں دے سکیں گے۔ لیکن یہ قائدہ کلیہ تو نہیں ہے کہ معاذ اللہ ہر صاحب قبر مبتلائے عذاب ہو، اور جس پر یہ حال طاری ہو اس پر قیامت تک طاری رہے گا، اس پر کوئی دلیل نہیں ہے ہاں زیادہ سے زیادہ یہ کہا جاسکتا ہے کہ یہ قائدہ کلیہ نہیں ہے کہ ہر صاحب قبر سے توسل کیا جاسکتا ہے اس کا کوئی بھی قائل نہیں ہے۔

ہاں اگر زیارت کرنے والے کا عقیدہ یہ ہو کہ اہل قبور مستقل طور پر قادر اور متصرف ہیں اور انہیں بارگاہِ الٰہی کی طرف توجہ اور التجا کی ضرورت نہیں ہے جیسے کہ بعض جاہل اور غافل لوگ سمجھتے ہیں اور قبروں کو چومتے ہیں اور ان کی طرف سجدہ کرتے ہیں اور نماز پڑھتے ہیں اور ایسے ہی دیگر امور کا ارتکاب کرتے ہیں جن سے ممانعت وارد ہے۔ تو انہیں منع کیا جائے اور اللہ تعالیٰ کی ناراضگی سے ڈرایا جائے۔ یہ بھی ظاہر ہے کہ عوام کے افعال کی کوئی حیثیت نہیں ہے، اس لیے وہ بحث سے ہی خارج ہیں۔ رہے علماء شریعت اور احکام دین سے باخبر حضرات تو ان کا ہرگز یہ عقیدہ نہیں ہے اور نہ ہی وہ ایسے کام کرتے ہیں۔

امام مالک رضی اللہ تعالی عنہ نے بنوعباس کے خلیفہ ثانی اور عباسی خلفاء کے مورث اعلی منصور کو اسی توسل کا مشورہ دیا تھا۔ منصور جب حج کے بعد روضہ مبارک کی زیارت کے لئے حاضر ہوا تو اس نے مسجد نبوی میں امام مالک سے پوچھا اے ابو عبداللہ میں قبلہ کی طرف منہ کر کے دعا کروں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف۔ امام مالک نے فرمایا تو اپنا چہرہ سید عالم صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم سے کیوں پھیرتا ہے؟ وہ تو اللہ تعالی کی بارگاہ میں تیرا اور تیرے جدامجد حضرت آدم علیہ السلام کا وسیلہ ہیں، تو آپ کی شفاعت کی درخواست کر اللہ تعالی آپ کی شفاعت تیرے حق میں قبول فرمائے گا۔ اللہ تعالی فرماتا ہے

ولا انهم اذ ظلموا انفسهم جائوک فاستغفروا الله واستغفر لهم الرسول لوجد والله توابا رحيما (النساء،٦٤)

ترجمہ: اور اگر وہ لوگ جو اپنی جانوں پر ظلم کریں تو تمہارے پاس حاضر ہوں اور اللہ تعالی سے معافی مانگیں اور رسول بھی ان کے لئے معافی مانگیں تو وہ اللہ کو توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں گے۔

امام قاضی عیاض نے یہ واقعہ اپنی سند سے الشفاء میں، علامہ سبکی نے شفا السقام میں، علامہ سمہودی نے خلاصۃ الوفاء میں، علامہ قسطلانی نے مواہب الدنیہ میں، علامہ ابن حجر مکی نے تحفۃ الزوار میں، جواہر المنظم میں اور بہت سے مناسک حج لکھنے والوں نے زیارۃ النبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں بیان کیا (دیکھیئے طی السجل تصنیف سید علی مہدی الرواس الرفاعی)

کیا شیخ ابن منیع اور سعودیہ کے دیگر مشائخ اس فتوے پر اصرار کرتے رہیں گے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد آپ سے شفاعت کی درخواست کرنا اور آپ کی پناہ طلب کرنا شرک اکبر کی اقسام میں سے ہے۔۔۔۔ ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالی ہمیں صحیح بات کہنے کی توفیق عطا فرمائے، نیک کام کرنے اور برائی سے بچنے کی قوت وطاقت صرف اللہ جل جلالہ کی طرف سے ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ اہل سنت و جماعت کا مذہب یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے توسل جائز اور صحیح ہے آپ کی حیات طیبہ میں بھی اور آپ کے وصال کے بعد بھی اسی طرح دیگر انبیاء و مرسلین اور اولیاء و صالحین سے توسل جائز ہے جیسا کہ احادیث سابقہ سے معلوم ہوتا ہے۔ ہم تاثیر، خلق، وجود دینا، معدوم کرنا اور نفع وضرر صرف اور صرف اللہ تعالی کے لیے مانتے ہیں۔ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم یا کسی دوسرے زندہ اور میت کے لیے خلق، ایجاد اور تاثیر حقیقی کے طور پر نفع وضرر ثابت نہیں کرتے۔ لہذا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر انبیاء و مرسلین علیہم السلام اسی طرح اولیاء و صالحین سے توسل میں فرق نہیں ہے، خواہ وہ دنیا میں ہوں یا وصال فرما چکے ہوں۔ کیونکہ وہ کسی چیز کو پیدا نہیں کرتے اور نہ ان کو کسی چیز میں حقیقی تاثیر ہے ان سے تو برکت حاصل کی جاتی ہے۔ کیونکہ اللہ تعالی کی محبوب ہستیاں ہیں۔ خلق وایجاد اور تاثیر صرف اللہ تعالی کے لیے ہے نیز دعا کرنے والے کو مکان کی برکت بھی حاصل ہوتی ہے جیسا کہ علامہ شوکانی نے اپنی کتاب تحفۃ الذاکرین میں بیان کیا ہے۔

جو لوگ زندوں اور وصال فرمانے والے حضرات میں فرق کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ توسل کی بعض اقسام زندوں سے جائز ہیں جو وصال فرما گئے ہیں ان سے جائز نہیں وہ راہ راست پر نہیں ہیں کیونکہ انہوں نے باور کر لیا ہے کہ زندہ حضرات تو موثر ہیں اور جو وفات پا چکے ہیں وہ موثر نہیں۔ حالانکہ تاثیر ایجادی، اللہ تعالی کے ماسوا کے لئے بالکل ثابت نہیں ہے، لیکن افادہ اور برکتوں کا فیضان اور ان کی ارواح سے مروج استفادہ اور ان کی روحوں کا اللہ تعالی کی طرف متوجہ ہو کر اس متوسل پر فیضان رحمت کی درخواست کرنا تو یہ جائز اور واقع ہے اور خلل سے خالی ہے خواہ وہ حضرات زندہ ہوں یا وصال کر چکے ہیں۔

منکرین کا شبہ اگر اس بنا پر ہے کہ اموات کے اجسام منجمد ہیں ان میں روح ہے اور نہ ادراک اور نہ ہی ان میں خطاب کی صلاحیت ہے تو اس شبہ میں کوئی وزن نہیں ہے، کیونکہ انبیاء کرام کے اجسام گلتے نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے زمین پر ان کا گوشت کھانا حرام کر دیا ہے۔ ان کی روحیں باقی و ثابت ہیں اور اللہ تعالیٰ کے اذن سے جانتی ہیں، اللہ تعالیٰ انہیں درود پیش کرنے والوں کے درود شریف اور متوسلین کے توسل سے آگاہ فرما دیتا ہے۔ اس مسئلے میں تمہارے لئے یہ کافی ہے کہ ہر نماز کے تشہد میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ان الفاظ میں خطاب کیا جاتا ہے۔

السلام علیک ایها النبی و رحمة الله و بر کاته (نورالاسلام)

جناب شیخ عبدالکریم مدرس رئیس جمیعۃ علماء بغداد اللہ تعالیٰ ان کی زندگی کو مفید انام بنائے انہوں نے اپنی گراں قدر کتاب نورالسلام میں بہت عمدہ گفتگو فرمائی ہے۔ اس سے پہلے اس کتاب کا ذکر کیا جا چکا ہے وہ فرماتے ہیں اس جگہ مسلمانوں کی بصیرت میں اضافہ کے لیے چند امور لائق توجہ ہیں۔

کیا اہل قبور، زائر کی شخصیت اور اس کے احوال کو جانتے ہیں؟۔ کیا اس جگہ پہلے میت کو اور پھر زائر کو کوئی فائدہ پہنچتا ہے؟

کیا زائر کے لئے جائز ہے کہ بھلائی کے حصول یا شر کے دفع کرنے کے لئے اصحاب قبور کا وسیلہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پیش کرے۔

پہلے سوال کا جواب یہ ہے کہ اگر صاحب قبر نبی ہے تو انہیں علم ہے، کیونکہ یہ ثابت شدہ امر ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور زمین ان کے اجسام مبارک کو نہیں کھاتی۔ امام نسائی، حضرت اوس بن اوس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بے شک اللہ تعالیٰ نے زمین پر حرام فرما دیا ہے کہ انبیائے کرام کے اجسام کو کھائے۔

یہ حدیث امام بن ماجہ نے سنن میں بھی روایت کی۔ امام بیہقی حیاۃ الانبیاء میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

الانبیاء احیاء فی قبور هم یصلون ترجمہ: انبیاء اپنی قبروں میں زندہ ہیں، نماز پڑھتے ہیں۔

امام بیہقی نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا، اسی طرح یہ حدیث امام ابو یعلیٰ، بزار اور ابن عدی نے روایت کی۔

امام مسلم، باب فضائل موسیٰ علیہ السلام میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں شب معراج سرخ ٹیلے کے پاس حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس سے گزرا وہ اپنی قبر میں کھڑے ہوئے نماز پڑھ رہے تھے۔

مزید تفصیل کے لئے فتح الباری جلد نمبر دوم صفحہ ۲۶۰ اور امام بیہقی کی تصنیف حیاۃ الانبیاء یہ صحیح روایت سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری زندگی تمہارے لئے بہترین ہے تم بات کرتے ہو تمہاری بات کا جواب دیا جاتا ہے، جب میرا وصال ہو گیا تو میری وفات تمہارے لیے بہتر ہوگی، تمہارے اعمال مجھ پر پیش کیے جائیں گے، اگر میں اچھے اعمال دیکھوں گا تو اللہ تعالیٰ کا شکر کروں گا اور برے اعمال دیکھوں گا تو تمھارے لیے دعائے مغفرت کروں گا اور اعمال کی یہ پیشی ہر دن ہے اور یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیات میں شمار کی گئی ہے۔ یہ اور اس مسئلے کے متعلق دیگر احادیث بلاشک وشبہ انبیائے کرام علیہ السلام کی حیات پر دلائل کرتی ہیں۔

اسی طرح شہداء کرام کے بارے میں بھی ثابت ہے کہ وہ اپنی قبروں میں زندہ ہیں اگر چہ ان کی زندگی انبیاء کرام کی زندگی سے کم درجہ کی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

ولا تقولوا لمن يقتل فی سبیل الله اموات بل احیاء ولکن لاتشعرونo(البقرہ۲،۱۵۴)

جو اللہ کی راہ میں قتل کیے گئے انہیں مردہ نہ کہو بلکہ وہ زندہ ہیں لیکن تم شعور نہیں رکھتے۔

مذہب صحیح جس کے اکثر آئمہ قائل ہیں، یہ ہے کہ ثواب و عذاب جسم و جان کے مجموع پر ہے، لیکن وہ جسم برزخی ہے۔ یہ محسوس جسم نہیں ہے جو دکھائی دیتا ہے۔ کیونکہ بعض اوقات انسان جل جاتا ہے اور اس کی راکھ کے ذرات بکھر جاتے ہیں یا اس کے جسم کے اجزاء قبر میں پراگندہ ہو جاتے ہیں۔ برزخی جسم کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ صاحب نعمت یا مبتلائے عذاب کی روح کے لئے فرشتوں جیسا ایک جسم پیدا فرما دیتا ہے جس کے لئے چھوٹی اور بڑی جگہ کا کوئی فرق نہیں ہوتا اور اس جسم کے لئے نعمت یا عذاب کے قبول کرنے سے کوئی چیز مانع نہیں ہوتی۔ جو شخص وحی اور رسالت سے کسی قدر باخبر ہے اس کے لئے ایسے جسم کا تصور کچھ مشکل نہیں ہے اور جو شخص عالم دنیا و آخرت اور اللہ تعالیٰ کی صنعت کے عجائب و غرائب میں غور کرے وہ ایسی اشیاء کے تسلیم کرنے سے انکار نہیں کرے گا، کیونکہ نفس کے مختلف وجود ہیں اور وہ ہر وجود کے تقاضوں کے مطابق مختلف صورتیں دیکھتا ہے۔ جس طرح ہم خواب میں ایسی صورتیں دیکھتے ہیں جو بیداری میں دکھائی نہیں دیتیں۔ اسی طرح جب ہم بدن کی قید سے آزاد ہوں گے تو ہمیں ایسے امور کا مشاہدہ ہوگا جن کا مشاہدہ ہمیں زندگی میں نہیں ہوتا تھا۔ اسی طرح یہ قول اشارہ کرتا ہے کہ لوگ سوئے ہوئے ہیں، جب مر جائیں گے تو بیدار ہو جائیں گے۔

ہم اس حقیقت کی تصدیق کرتے ہیں کہ سعادت مندمیت کے لیے قبر اتنی مقدار میں وسیع کر دی جاتی ہے جس کا علم اللہ تعالیٰ کو ہے اور وہ نعمتوں سے لطف اندوز ہوگا جب تک اللہ تعالیٰ چاہے گا۔ اسی طرح ہمیں یقین ہے کہ بدبخت کی قبر میں مثلاً سانپ موجود ہے لیکن ہمیں یہ اشیاء دکھائی نہیں دیتیں کیونکہ جو چیز عالم آخرت سے متعلق ہے وہ عالم ملکوت سے ہے اور یہ آنکھ عالم ملکوت سے متعلق اشیاء کے دیکھنے کی صلاحیت نہیں رکھتی۔

شیخ عبدالکریم مدرس اپنی کتاب نور الاسلام کے دوسرے مقام پر لکھتے ہیں، یہ (حیات اموات کا عقیدہ) اللہ تعالیٰ کے فرمان

انک لا تسمع الموتیٰ (الروم ۳۰۔۲)

اے حبیب تم مردوں کو نہیں سناتے؟ کے منافی نہیں ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

ان الله یسمع من یشاء وما انت بمسمع من فی القبور (الفاطر ۳۵۔۵۲)

ترجمہ: بے شک اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے سنا دیتا ہے اور تم اہل قبور کو سننے والے نہیں ہو۔

اگر اللہ تعالیٰ کسی کو نہ سنائے تو کوئی شخص کسی کو دنیا میں بحالت بیداری بھی نہیں سنا سکتا، لیکن اللہ تعالیٰ اہل قبور کو سنا دیتا ہے۔ ورنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے گڑھے میں پڑے ہوئے بدر کے مقتولوں سے کس طرح گفتگو فرمائی؟ اور آپ نے کیسے فرمادیا کہ مردے ان لوگوں کے جوتوں کی آہٹ سنتے ہیں جو اسے دفن کرنے کے لیے آتے ہیں اور دفن کے بعد مردوں کو تلقین کرنے کا کیا جواز رہ جائے گا۔

اور اگر منکرین کا شبہ اس بناء پر ہے کہ تو اللہ تعالیٰ کے ماسوا کی تاثیر ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ متوسلین کا مقصد یہ نہیں ہوتا کہ اہل قبور موثر اور موجد ہیں، معاذ اللہ کوئی مسلمان کسی ایسے عقیدے کے صحیح ہونے کا تصور بھی نہیں کر سکتا جو ایمان اسلام اور توحید کے اصول کے خلاف ہو،

اور اگر شبہ اس بناء پر ہے کہ متوسلین سے ایسے کلمات سرزد ہو جاتے ہیں جو خلل سے خالی نہیں ہوتے تو یہ شبہ بھی قابل قبول نہیں ہے کیونکہ مسلمانوں کی تربیت پر تھوڑی سی توجہ دے کر انہیں ایسے الفاظ کے استعمال سے روکا جا سکتا ہے جو خرابی پر مشتمل ہوں اور عبودیت کے لائق الفاظ کے

استعمال پر آمادہ کیا جا سکتا ہے۔

جب توسل احادیث صحیحہ سے ثابت ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم، اصحابہ کرام اور سلف وخلف سے واقع ہے تو اس سے مطلقاً منع کرنا محض بے دلیل ہے اور توسل کو شرک وکفر قرار دینا اصول اسلام کے صریح خلاف ہے، کیونکہ اصول اسلام میں سے ایک قاعدہ یہ ہے کہ کسی مسلمان کو اس وقت تک کافر قرار نہ دیا جائے جب تک کہ اس سے نا قابل تاویل کلمہ کفر یہ صادر نہ ہو نیز یہ فتوے شرک وکفر امت مسلمہ معصومہ کو گمراہ قرار دینا ہے۔ وہ امت جو کفر تو کجا خطا سے بھی محفوظ ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں۔

لا تجمع امتی علیٰ ضلالۃ ترجمہ: میری امت گمراہی پر جمع نہیں ہوگی

یہ حدیث مشہور ومعروف ہے، جس کے متعلق بعض محدثین نے متواتر ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔ پھر یہ دعویٰ اللہ تعالیٰ کے ارشاد کے بھی خلاف ہے۔

کنتم خیر امۃ اخرجت للناس (آل عمران ۳،۱۱۰)

تم بہترین امت ہو جسے لوگوں کے سامنے پیش کیا گیا

یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ ایک امت بہترین امت ہونے کے باوجود ساری کی ساری یا اس کی اکثریت گمراہی پر جمع ہو جائے۔

جب ہم روضۂ انور کے سامنے اس کی طرف منہ کر کے کھڑے ہوتے ہیں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے خطاب کرتے ہیں تو ہمارے اس خطاب کے لئے دین میں بنیاد موجود ہے اور وہ یہ ہے کہ ہر نماز کے تشہد میں ایھا النبی سے خطاب اور اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ کی بلند مرتبہ روح پاک کو اللہ تعالیٰ نے بلند وبالا فضائل عطا فرمائے ہیں جن کی حقیقت کو وہی جانتا ہے اور اللہ تعالیٰ آپ کو درود شریف پڑھنے والوں کے درود اور حاضرین اور غائبین کے خطاب سے آگاہ فرماتا ہے۔

جب ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے توسل کرتے ہیں تو اس کا مطلب یہ ہے کہ ہم آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے دعا کی درخواست کرتے ہیں اور دعا کا طلب کرنا بلاشبہ جائز ہے اور آپ کی روح انور کے لئے عالم دنیا اور عالم برزخ میں کوئی فرق نہیں، بلکہ دنیا کی نسبت عالم برزخ میں روحوں کو زیادہ صفائی حاصل ہوتی ہے۔

اگر ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات شریفہ یا آپ کے مقام رفیع یا آپ کے عظیم حق، یعنی آپ کو خالصاً لوجہ اللہ الکریم عبادت کرنے کے سبب، اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل وکرم سے جو حق عطا فرمایا، یا آپ کی اطاعت، اعمال اور دین متین کی تبلیغ میں جہاد کی فضیلت سے توسل کریں، تو یہ سب روایات صحیح میں واقع ہے جیسا ہم اس سے پہلے توسل کے مختلف طریقے بیان کر چکے ہیں۔

ہمارا مقصد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے شفاعت کی درخواست کرنا ہے اور اس میں شک نہیں کہ آپ معظم ترین شفیع ہیں اور بلاشبہ آپ کی شفاعت ثابت اور مقبول ہے اور محض اللہ تعالیٰ کے خالص فضل وکرم اور رحمت سے ہے۔ کسی کو اس سے روکنے، اس پر پابندی لگانے یا انکار کرنے کا حق نہیں ہے۔

بعض لوگ اس توسل کو شرک قرار دیتے ہیں انہیں یہ وہم اس لیے پیدا ہوا کہ وہ شرک کی حقیقت سے بے خبر ہیں۔ شرک یہ ہے کہ انسان کسی کو الوہیت، ربوبیت اور تخلیق میں اللہ تعالیٰ کا شریک ٹھہرائے اور یہ سمجھے کے اس غیر کا ان صفات میں سے کسی صفت میں حصہ ہے۔ اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے توسل کے ساتھ کیا تعلق۔ آپ کو وسیلہ اس حیثیت سے بنایا جاتا ہے کہ آپ اللہ تعالیٰ کے عبد مکرم، نبی اور رسول محترم ہیں۔ اس نے اپنے فضل سے آپ کو عزت وکرامت عطا فرمائی اور آپ کو شفاعت، مقام وسیلہ اور مقام محمود مرحمت فرمایا۔

اللہ تعالیٰ نے بت پرستوں کا یہ قول نقل فرمایا۔

ما نعبدهم الا ليقربونا الى الله زلفى (الزمر ۳۹۔۳)

ہم بتوں کی اس لئے عبادت کرتے ہیں کہ وہ ہمیں اللہ تعالی کے قریب کر دیں۔

یہ اور اس قسم کی آیات کو توسل کے قائل مسلمانوں پر چسپاں کرنا حق سے چشم پوشی، حقائق سے انحراف اور بت پرست، جاھل، گمراہ اور اندھی قوم کو اللہ تعالی وحدہ لاشریک پر ایمان رکھنے والی قوم مسلم کے برابر قرار دینا ہے، وہ امت جس کی اٹھان ہی ہدایت کی روشن راہ، ملت اسلامیہ اور دین حنیف پر ہوئی، جس کا عقیدہ راسخہ یہ ہے کہ اللہ رب العظیم ہر شے کا خالق اور تمام مکلفین کا معبود برحق ہے۔ جس مسلمان نے قرآن پاک پڑھا اور اس کی تعلیمات کو سمجھا اس کے بارے میں کیسے تصور کیا جا سکتا ہے کہ وہ ان عقائد فاسدہ کا قائل ہوگا جو جاھل بت پرستوں کے ہیں۔ خصوصا ان علماء کے بارے میں یہ کیسے باور کیا جا سکتا ہے جو اللہ تعالی کے اس ارشاد کو پڑھتے اور پڑھاتے ہیں۔

قل انما انا بشر مثلکم یوحیٰ الی انما الھکم الہ واحد (الکہف ۱۸۔۱۱۰)

اے حبیب! تم فرما دو کہ ظاہری صورت میں تو میں تمہاری طرح بشر ہوں، مجھے وحی کی جاتی ہے کہ تم سب کا خدا ایک خدا ہے۔

ارشاد باری تعالی ہے:

وانذر عشیرتک الاقربین (الشعراء ۲۶، ۲۱۴) ترجمہ: اور اپنے قریبی رشتہ داروں کو ڈر سناؤ

کے نازل ہونے کے بعد رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جس انداز میں اپنے رشتے داروں کو ڈر سنایا اسے جانتے ہیں۔

ذیل میں ائمہ کرام کے چند ارشادات بیان کئے جاتے ہیں، امید ہے کہ ان کا بہت فائدہ ہوگا۔

☆ امام ابن الحاج کی المدخل میں اور امام قسطلانی مواہب لدنیہ میں فرماتے ہیں:

"ہمارے علماء رحمہم اللہ تعالی فرماتے ہیں امت کے مشاہدہ کرنے، ان کے احوال وعزائم خیالات اور نیتوں کے پہچاننے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ اور وصال فرمانے میں فرق نہیں ہے، یہ تمام امور آپ پر بغیر کسی خفا کے واضح ہیں۔"

☆ قاضی عیاض، پھر ملا علی قاری پھر علامہ سیوطی کی جامع صغیر کی شرح تیسیر میں علامہ مناوی فرماتے: جب نفوس قدسیہ، جسمانی تعلقات سے آزاد ہو جاتے ہیں تو ملا اعلی (فرشتوں) کی صف میں داخل ہو جاتے ہیں اور سب کچھ دیکھتے اور سنتے ہیں جیسے سامنے ہو۔

☆ امام غزالی رحمۃ اللہ تعالی علیہ المنقذ من الضلال میں فرماتے ہیں: بعض اوقات اہل دل، فرشتوں اور ارواح انبیاء کا مشاہدہ کرتے ہیں اور ان سے فوائد حاصل کرتے ہیں۔

☆ امام غزالی کے شاگرد امام قاضی ابوبکر بن عربی مالکی فرماتے ہیں: ایماندار کے لئے کرامت کے طور پر انبیاء اور ملائکہ کی زیارت کرنا اور ان کا کلام سننا ممکن ہے (اہل الحق۔ علامہ المحدث محمد حافظ تیجانی)

☆ علامہ شیخ ابن قیم نے کتاب الروح میں اس امر کی توثیق کی ہے کہ روحوں کی قوت وقدرت کا یہ عالم ہے کہ انسان اس کا تصور نہیں کر سکتا، یہاں تک کہ ایک عظیم روح، پورے لشکر پر اثر انداز ہو جاتی ہے۔

صوفی باصفا، درویش اہلسنت، مجسمہ محبت حضرت علامہ مقصود حسین قادری نوشاہی اویسی مدظلہ العالی خلیفہ مجاز فیض ملت حضرت علامہ محمد فیض احمد اویسی رضوی رحمۃ اللہ علیہ (بہاولپوری) کی والدہ ماجدہ مورخہ 27 جنوری 2020 کو بوقت نماز مغرب دار فانی سے کوچ کر گئیں۔ (انا للہ وانا الیہ راجعون) مرحومہ دنیا سے جاتے ہوئے اللہ اللہ کا ذکر کرتے ہوئے اپنے اللہ کے حضور جا پہنچیں، بہت ہی نیک پارسا اور تہجد گزار خاتون تھیں، ساری عمر صوم وصلوۃ کی پابند رہیں، آستانہ عالیہ حضور مفسر اعظم پر ان کیلئے قرآن خوانی اور درجات کی بلندی کیلئے دعا کی گئی۔ رب کریم مرحومہ کو جنت الفردوس میں اعلی مقام عطا فرمائے۔ ادارہ جناب مقصود حسین قادری صاحب کے شریک غم ہے۔ رب کریم ان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین

اُمتِ مُسلمہ کی زبُوں حالی اور ہماری ذِمّہ داریاں

از قلم: جناب محمد بابر سجافی

اس وقت ساری دنیا میں امت مسلمہ پُر آشوب دور سے گزر رہی ہے، ہر جگہ انہیں ذلیل وخوار کیا جارہا ہے، پوری امت کمزوری ولاغری، انحطاط وپسپائی اور عاجزی وبے بسی کی علامت بن گئی ہے۔ ان کی یہ افسوسناک صورتحال اس انتہا کو پہنچ گئی ہے کہ اس کا پہلے کوئی مسلمان تصور تک نہیں کرسکتا تھا اور نہ پوری اسلامی تاریخ میں مسلمانوں نے کبھی اتنی ذلت اٹھائی تھی اور نہ وہ اس قدر کمزور ولاچار اور عاجز وبے بس ہوئے تھے۔ آج مشرق سے مغرب تک کی ساری اسلام دشمن طاقتیں بلکہ ساری غیر مسلم قومیں مسلمانوں کے پیچھے ہاتھ دھو کر پڑ گئے ہیں۔ ہر کوئی مسلمانوں کو ہر جگہ نشانہ بنارہا ہے۔ سب کے سب مسلمانوں کے شیرازے کو منتشر کرنے ان کے جسم کے ٹکڑے کرنے، ان کے تانے بانے کو بکھیرنے، ان کی ہڈیاں توڑ کر انہیں اپاہج بنانے اور انہیں بیجان کرنے کے منصوبے پر عمل پیرا ہیں تاکہ مسلمان اس قدر کمزور ولاغر اور ناتواں وبےبس ہوجائے کہ وہ کبھی اپنے پاؤں پر کھڑا نہ ہوسکے، وہ کبھی اپنی عظمت رفتہ کو واپس لانے کا تصور تک نہ کرسکے۔ انہوں نے ہر میدان میں مسلمانوں کو نشانہ بنایا ہے، ان کا شیرازہ منتشر ہو چکا ہے، ضعف ولاغری ان پر مسلط ہو چکی ہے، بزدلی ان پر عفریت کی طرح چھا چکی ہے، ان کی باتیں بیوزن ہو چکی ہیں، ان کا دبدبہ ختم ہو چکا ہے، ان کی ہوا اکھڑ چکی ہے اور اس کی جگہ ان پر ذلیل سے ذلیل، کمزور سے کمزور اور ملعون سے ملعون قوموں کی ہیبت بیٹھ چکی ہے، وہ دوسروں سے مرعوب ہو چکے ہیں۔ اس کمزوری وپسپائی کی وجہ یہ ہے کہ مسلمانوں نے اپنی کتاب، اپنی شریعت، اپنے رب کے احکام اور رسول اللہ ﷺ کی سنت وتعلیمات سے منہ موڑلیا ہے، وہ خانوں میں بٹ گئے اور پھوٹ وانتشار کا شکار ہوگئے ہیں جبکہ انہیں معلوم تھا کہ اتحاد واتفاق کمزوروں کو بھی طاقتور بنادیتا اور طاقتوروں کی قوت کو دوبالا کردیتا ہے۔ اتحاد ہی کسی قوم کی سربلندی کا ذریعہ ہوا کرتا ہے، مسلمانوں کی عزت وسربلندی بھی اسی اتحاد واتفاق کی مرہون منت تھی۔ اینٹ خواہ کتنی ہی مضبوط کیوں نہ ہو اور اس کی تعداد لاکھوں میں کیوں نہ ہو اگر منتشر اور بکھری ہوتی ہے تو کمزور ہے، معمولی سے معمولی شخص بھی اسے ادھر سے اُدھر اٹھا کر پھینک سکتا اور اسے توڑ کر ریزہ ریزہ کرسکتا ہے، مگر یہی اینٹیں اگر دیوار میں چن دی جائیں تو وہ آپس میں مل کر اتنی مضبوط ہو جاتی ہیں کہ اسے توڑنا اور منہدم کرنا آسان نہیں ہوتا۔ اسے توڑنے کیلئے بڑے بڑے بلڈوزروں کی ضرورت ہوتی ہے، اسی کو رسول اللہ ﷺ نے مثال سے سمجھایا اور فرمایا ہے "مومن دوسرے مومن کے لئے عمارت کی طرح ہے جس کا بعض حصہ دوسرے بعض کو تقویت دیتا ہے۔" (متفق علیہ) اسے فرمانے کے بعد رسول اللہ ﷺ نے اپنی دونوں ہاتھ کی انگلیوں کو ایک دوسرے میں داخل کیا۔

اس وقت ساری دنیا میں دین حنیف پر بدترین حملے کئے جارہے ہیں، جو ہم سے تقاضا کررہے اور ہمیں دعوت دے رہے ہیں کہ ہم خواب غفلت سے بیدار ہوں اور اپنی کوتاہیوں کی تلافی کی طرف توجہ دیں۔ اس وقت کوئی دن ایسا نہیں گزرتا کہ دنیا کے کسی نہ کسی خطہ میں دین اسلام کو بدنام کرنے کی کوشش نہ کی جارہی ہو، اس پر طرح طرح کے الزامات نہ لگائے جاتے ہوں اور اس کے فطری ومتوازن قوانین کا مذاق نہ اڑایا جارہا ہو، اس

کے ساتھ ہی ہر جگہ بالخصوص ہندوستان میں مسلمانوں کا شیرازہ بکھیرنے اور انہیں آپس میں لڑانے کی کوشش نہ کی جارہی ہو۔ ابھی حال ہی میں اترپردیش میں شیعہ وقف بورڈ کے چیئرمین ایک رافضی وسیم رضوی کے مدارس اسلامیہ کے خلاف بیانات دشمنان اسلام کی اسی کوشش کی کڑی ہے اور ان رافضیوں سے یہ بعید نہیں کہ یہ روز اول سے ہمارے خلاف رہے ہیں، وہ ہمارے خلاف کسی سے بھی ہاتھ ملانے میں جھجک محسوس نہیں کرتے۔ خود آر ایس ایس اور بی جے پی کے رہنما بار بار اعلان کر چکے ہیں کہ رافضی اور قادیانی ہمارے ساتھ ہیں۔ آج امت مسلمہ نے اپنے بنیادی مسئلہ کو فراموش کر دیا ہے۔ اس کے افراد اپنے ذاتی مفادات کے پیچھے بھاگ رہے ہیں۔ اپنی ذاتی معمولی وحقیری منفعت کی خاطر پوری قوم اور پوری امت مسلمہ کے وقار اور پوری شریعت کا سودا کرنے کے لئے تیار ہو جاتے ہیں۔ ہم اپنے وطن میں بکھرے ہوئے ہیں، ہمارے درمیان کسی قسم کا کوئی ربط اور اتحاد نہیں۔ ہر کوئی اپنی اپنی بول بول رہا اور اپنے سُر میں گا رہا ہے بلکہ ہر فرد قائد بنا ہوا ہے۔ کوئی دوسرے کی بات اور کسی کو اپنا قائد ماننے کیلئے تیار نہیں کہ آج قائدین بھی بکاؤ مال کی طرح ادھر سے اُدھر ڈھلکتے رہتے اور اپنے مفادات کے لئے دین اسلام کا سہارا لے رہے ہیں۔ ان میں مصلحت پسندی اور خوف گھر کر گئی ہے۔ وہ کھلے عام بات کرنے اور صحیح موقف اختیار کرنے سے پہلوتہی کرتے ہیں کہ کہیں ہم حکومت کے عتاب کا شکار نہ ہو جائیں، کہیں ہمارے اوارے کا حساب کتاب نہ مانگ لیا جائے، کہیں ہمارے املاک پر شکنجہ نہ کسا جانے لگے، اس طرح انہیں بلیک میل کیا جاتا اور وہ آسانی کے ساتھ بلیک میل ہو رہے ہیں۔ عجیب بات ہے کہ مسلمان سب کچھ دیکھ رہے، سمجھ رہے، ساری سازشوں کو محسوس بھی کر رہے اور آپسی رسا کشی اور اختلافات کو ختم کرنے کی ضرورت بھی محسوس کر رہے ہیں پھر بھی باہم دست وگریبان ہیں، ایک دوسرے کے خلاف محاذ کھولے ہوئے اور ایک دوسرے کی تکفیر تک کرنے سے گریز نہیں کرتے ہیں، مناظرے ہو رہے، گالی گلوچ ہو رہا اور جوتیوں میں دال بٹ رہی ہیں، جس سے ہمارے اصل دشمن شاداں وفرحاں ہیں کہ وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہیں۔ احساس کے باوجود امت مسلمہ نہ عقیدہ واحدہ پر جمع ہو رہی اور نہ ہی رسول اللہ ﷺ کے لائے ہوئے اصول اور اسلام کی بنیاد پر یکجا ہو رہے ہیں بلکہ " کل حزب بمالدیہم فرحون " کی زندہ مثال بنے ہوئے ہیں۔ کیا اس پُر آشوب دور میں ہمارے لئے یہ ضروری نہیں کہ ہم اسلام کے گرد جمع ہو جاتے اور اپنے ذاتی مفادات کو قربان کرتے ہوئے اسلام اور اس کی تعلیمات کو مضبوطی سے پکڑ لیتے، جبکہ اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے: ''سب کے سب اللہ کی رسی کو مضبوطی سے پکڑ لو، اور پھوٹ کا شکار نہ بنو۔'' (آل عمران 103) اور ایک اور مقام پر ارشاد فرمایا ہے ''آپس میں نہ جھگڑو ورنہ تم ناکام ہو جاؤ گے اور تمہاری ہوا اکھڑ جائے گی۔''

ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ آپس میں جب بھی کوئی اختلاف پیدا ہو، کسی کی جانب سے جفا ہو، تعلقات منقطع کئے جائیں، رنجش وکدورت رونما ہو، گلے شکوے ہوں اور حالات ایک دوسرے کو دور کرنے لگیں تو ہم دین کی طرف رجوع ہوں۔ ہم یاد کریں کہ ہم سب ایک جیسی نماز پنجگانہ ادا کرتے ہیں، ایک قبلے کا رخ کرتے ہیں، ایک رسول (ﷺ) کی پیروی کرتے ہیں، ایک رب ذوالجلال کی عبادت کرتے ہیں، ہمارا دین ایک ہے، ہمارا قبلہ ایک ہے، ہماری کتاب ایک ہے، ہمارا رسول (ﷺ) ایک ہے، اور ہم سب سنت رسول (ﷺ) کو اپنے لئے مشعل راہ سمجھتے ہیں، پھر ہم آپس میں کیوں دست وگریباں ہیں، ایک دوسرے کی جڑ کاٹنے کیلئے کیوں دشمنان اسلام کے آلہ کار بنے ہوئے ہیں۔ اسلام نے اپنے ماننے والوں کو باہم ایک دوسرے سے محبت کرنے، الفت ومودت قائم کرنے، ایک دوسرے سے قریب اور مل جل کر رہنے، ایک دوسرے کے دکھ درد میں شریک ہونے ہر ایک کا بھلا چاہنے اور خیر خواہی کرنے اور دوسروں کا سہارا بننے کی تعلیم دی ہے۔ ہمارے دین وایمان نے ہمیں آپس میں بغض وعناد رکھنے، حسد وجلن کرنے، ایک دوسرے سے منہ موڑنے اور دوسروں کی جڑیں کاٹنے سے سختی سے منع کیا ہے، سچا مسلمان وہی ہے جس میں اس طرح کی مذموم

صفتیں پائی جاتی ہوں اور وہ سراپا دوسروں کا خیر خواہ و بہی خواہ ہو۔
تاجدار کائنات ﷺ کا ارشاد ہے: ''نہ باہم ایک دوسرے سے قطع تعلق کرو اور نہ ایک دوسرے سے منہ موڑو اور نہ ایک دوسرے کی جڑیں کاٹو، نہ ایک دوسرے سے بغض رکھو اور نہ حسد کرو اور اللہ کے بندو! بھائی بھائی بن جاؤ؟ جیسا کہ اللہ نے تمہیں حکم دیا ہے۔'' (رواہ مسلم)۔

آج سب سے زیادہ ضرورت اس بات کی ہے کہ علمائے اسلام، مسلم قائدین، زعمائے امت، داعیان دین اور مسلمانوں میں اثر و رسوخ رکھنے والی شخصیات آپس میں پہلے اپنے دلوں کو جوڑیں، اپنے اختلافات کو دور کریں، اپنی صف میں اتحاد پیدا کریں، اپنے ذاتی مفادات پر ملی مفادات کو مقدم رکھیں، اپنی دکانوں سے زیادہ دین و امت مسلمہ کی حفاظت کی فکر کریں، آپس میں اتحاد و اتفاق کے بعد قوم و ملت کو الفت و محبت، اتحاد و اتفاق اور دلوں کو جوڑنے کی دعوت دیں۔ عزیزم! ہمیں یاد رکھنا چاہئے کہ روئے زمین پر اس وقت کوئی بھی دین و مذہب ایسا نہیں جس نے اسلام کی طرح اخوت و بھائی چارگی، اتحاد و اتفاق میل ملاپ، الفت و محبت، تعاون و دستگیری باہمی تعاون اور کاندھے سے کاندھا ملا کر چلنے کی تعلیم دی ہو، اسلام ہی کا یہ امتیاز ہے کہ اس نے اس پر بہت زیادہ زور دیا اور پھوٹ و فرقہ بندی، اختلاف و انتشار، آپسی رنجش و کدورت، عداوت و دشمنی، بغض و عناد اور آپسی رسا کشی سے سختی سے منع کیا ہے، اسلامی شریعت اور کتاب و سنت اس کی تعلیمات سے بھری پڑی ہیں۔ اتحاد و اتفاق ہلاکت و بربادی سے تحفظ کی کلید ہے، تنہا فرد کہیں بھی ضائع و برباد ہو سکتا ہے، اسے کوئی بھی شکاری آسانی سے شکار کر سکتا ہے مگر وہی فرد جب جماعت کے ساتھ ہوتا ہے تو وہ ضائع ہونے یا شکار بننے سے محفوظ ہو جاتا ہے۔ ایک بکری اگر ریوڑ سے الگ ہو جائے تو بھیڑیا اسے دیکھتے ہی اپنا لقمہ تر بنا لیتا ہے مگر وہ جب اپنے ریوڑ میں ہوتی ہے تو بھیڑیے کو بھی اس پر حملے کرنے کی ہمت نہیں ہوتی۔ آج مسلمان ساری دنیا بالخصوص ہندوستان میں تکلیف دہ دور سے گزر رہے ہیں۔

ہمارے قائدین ورہنما اپنی دکانیں چمکانے میں اور پیسے بنانے میں لگے رہے، ان کی ساری سرگرمیاں اور مذہبی دورے اونچی عمارتیں کھڑی کرنے اور دنیوی شہرت کیلئے ہوتے رہے۔ انہوں نے مسلمانوں کو خواب آور گولیاں کھلا کر ان کے جیب ہلکے کرتے رہے اور دشمنان اسلام اپنے منصوبے پر عمل پیرا رہے یہاں تک کہ اب نوبت یہاں تک پہنچ گئی ہے کہ نہ مسلمانوں کا دین و اسلام محفوظ رہا اور نہ ان کی شریعت و مذہبی روایات، نہ ان کی جان محفوظ ہے نہ مال، اور اب تحفظ تحفظ کا شور مچایا جا رہا ہے، جس میں بھی خود نمائی اور مادی منفعتوں کا عنصر نمایاں ہے۔ اس افسوسناک صورتحال کا سامنا کرنے کیلئے ضروری ہے کہ مسلمان اپنے سماج اور اپنے خاندان میں مثبت رول ادا کریں۔

وہ اپنے اختلافات کو فراموش کریں، باہم اتحاد پیدا کریں۔ ہمارے رہنما بھی اپنے اختلافات اور دلی کدورتوں کو دور کر کے باہم بغل گیر ہوں، اپنی صفوں میں اتحاد پیدا کریں اور سب سے بڑھ کر یہ کہ ہم اپنے عمل میں اخلاص پیدا کریں۔ ہمارا اس راہ میں ہر عمل چھوٹا ہو یا بڑا وہ محض اللہ کے واسطے ہو، اس میں دنیوی منفعت اور شہرت و دکھاوے کا کوئی شائبہ نہ ہو۔ ہمارے دلوں میں اپنے مخالفین کے تعلق سے الفت و محبت کے جذبات ہوں اور دین کی خاطر انہیں گلے لگانے کیلئے راضی ہوں، اس کے بغیر ہم ہزار جلسے جلوس کرتے رہیں اور تحفظ کے نعرے بلند کرتے رہیں، کوئی فائدہ ہونے والا نہیں۔ ہم جب تک اپنے اندر تبدیلی نہیں لائیں گے دوسروں کے اندر تبدیلی لانے کا عمل یا اس کی کوشش محض ایک خواب ہوگی۔ اس کے ساتھ ہی ہماری نیت اور ہمارا عمل اپنے ملک کے تمام باشندوں کو نفع پہنچانے کا ہو۔ مسلم ہوں یا غیر مسلم ہم ہر ایک کے بہی خواہ و خیر خواہ ثابت ہوں، ہم آپسی اتحاد و یکجہتی کے ذریعہ ملک میں امن و امان قائم کرنے کی کوشش کریں تا کہ ملک ترقی کی راہ پر گامزن رہے اور قتل و غارتگری انتہا پسندی کے ذریعہ جو ملک کو کمزور کر رہے اور ملکی ترقی کی راہ میں روڑے اٹکا رہے ہیں، اس کا جواب ہم الفت و محبت سے اور انتہاء پسندانہ عمل کا جواب خیر سگالی سے دیں۔

پاکستان میں نفاذ اسلام کی راہ میں حائل رکاوٹیں

(جناب پروفیسر طیب علی ایڈووکیٹ)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم — حصہ دوم

گذشتہ مضمون میں پاکستان کی اساس کے حوالے سے مفصلاً گفتگو کی گئی اور عصر حاضر میں اسلام کی Application کو عقلاً بیان کیا گیا کہ کس طرح آج بھی اسلام ہی عصر حاضر کے تمام مسائل کا ممکنہ حل ہے۔ چونکہ موجودہ حکومت ریاست مدینہ کی طرز پر پاکستان کا نظام حکومت چلانا چاہتی ہے تو کیوں نہ ان حائل رکاوٹوں کو کھل کر بیان کیا جائے جو کہ نفاذ اسلام کی راہ میں آج بھی بہت بڑی hurdle ہیں کیونکہ مقاصد کو دور کیے بغیر اصلاح ممکن نہ ہوتی ہے۔ تب ہی جا کر ایک صحت مند معاشرہ اور اسلامی فلاحی ریاست کا وجود ممکن ہے۔ ان حائل رکاوٹوں کی کچھ اور تفصیل ذیل میں دی جا رہی ہے۔

☆ سیکولرازم ریاستوں کی تقلید

حضرت اقبال قلندر لاہوری نے بہت پہلے فرما دیا تھا

اپنی ملت پر قیاس اقوام مغرب سے نہ کر — خاص ہے ترکیب میں قوم رسول ہاشمی

ہمارے اعلیٰ طبقے کے لوگ مغرب کی تقلید کرتے ہیں اور مغربی ماحول، میڈیا اور دیگر ذریعے سے ایکسپورٹ ہوتا ہے۔ ہمارے ہاں اسلامی تحریکوں کا environment بھی سیکولر ہوتا ہے سیکولرازم کے مقابلے میں ہمارے پاس سوائے چند تحریکوں کے کوئی مضبوط رکاوٹ نہیں جو اس روک سکے۔ اسی لیے بعض اوقات اسلامی تحریکوں کو طاقت کے زور پر بھی دبا دیا جاتا ہے۔ اس ضمن میں FATF کی شرائط ملاحظہ کی جا سکتی ہیں۔

☆ صنعتکاروں، وڈیروں اور جاگیرداروں کا اقتدار میں آنا:

تحریک پاکستان کے دوران ہم دیکھتے ہیں کہ برصغیر کے مسلمانوں کی قیادت علماء شعراء خطباء، معلمین، مدرسین وصحافی حضرات پر مشتمل تھی۔ انہوں نے نہتے مسلمانوں کو طاغوت واستعمار کے خلاف کھڑے کر دیا اور ان کی قیادت میں برصغیر کی ملت اسلامیہ اپنے لیے ایک نیا ملک بنانے میں کامیاب ہوگئی۔ لیکن قیام پاکستان کے بعد حصول اقتدار کی دوڑ شروع ہوئی تو جاگیرداروں، صنعتکاروں، وڈیروں اور نوابوں نے دانشمندوں کو دھتکار کر ایک طرف بٹھا دیا۔ علماء کو مسجد اور مدرسے میں محدود کر دیا گیا۔ خطباء اور وکلا کو فرقہ وارانہ اور لسانی تعصبات میں الجھا دیا گیا۔ معلمین اور شعراء حضرات کا گلا فکر معاش نے گھوٹ دیا جس سے ملکی قیادت میں پڑھے لکھے اور دینی نظریات کے حامل باشعور افراد کا کردار ماند پڑ گیا۔

☆ قول وفعل میں تضاد

میاں انعام الرحمٰن اپنے خصوصی مقالہ " پاکستان میں نفاذ اسلام کی جدوجہد" میں لکھتے ہیں

"پاکستان میں اکثریت آبادی تضاد کا شکار ہے۔ یہ لوگ اپنی ذات کی حد تک دین اسلام کے تصورات ومقاصد کا نفاذ نہیں کر پائے صرف کلمہ پڑھ کر مطمئن ہوئے بیٹھے ہیں۔ یوں ملک کی آبادی کی اکثریت قانونی مسلمان ہونے کے ناطے آئین وقانون کے اسلامیانے کو ہی اسلامی تصورات ومقصد کا عین حصول سمجھ رہی ہوتی ہے"

☆......سیکولر نظریات کی حامل ملکی قیادت

بد قسمتی سے ملک کی قیادت رفتہ رفتہ ایسے لوگوں کے ہاتھوں میں منتقل ہوتی گئی جن کا علم و دانش اور ملت دین سے دور کا واسطہ بھی نہیں تھا۔ مغربی سیکولر نظریات سے متاثر ہو کر ان لوگوں نے ملک پاکستان کو سیکولر بنانے کی کوششیں شروع کر دیں۔ چنانچہ یہ نئی قیادت جیسے جیسے مضبوط ہوتی گئی ملت پاکستان، قیام پاکستان کے اہداف اور اعراض و مقاصد سے دور ہوتی چلی گئی۔ دیکھتے ہی دیکھتے پاکستان کو ایک لادینی ریاست بنانے اور اس کے قیام کے اغراض و مقاصد کو مٹانے کے لیے نظریہ پاکستان کو مشکوک قرار دیا جانے لگا۔ انسانیت کے نام پر تقسیم برصغیر کو غلط کہا جانے لگا اور دین دوستی کو انسانیت دوستی کی راہ میں رکاوٹ بنا کر پیش کیا جانے لگا۔ حالانکہ بانیان پاکستان کی نظر میں پاکستان کیسے ہونا چاہیے تھا؟ ملاحظہ فرمائیں

قوم مذہب سے ہے مذہب جو نہیں تم بھی نہیں

جذب باہم جو نہیں محفل انجم بھی نہیں (اقبال)

☆......مارشل لاء

پاکستان میں نفاذ اسلام کی راہ میں حائل مارشل لاء بھی ایک بڑی رکاوٹ رہا ہے۔ ہر آمر نے اقتدار کے لئے اسلام کا نام استعمال کیا اور عوام کو ملک کے پاکستان میں اسلامی نظام نفاذ کرنے کے خواب دکھائے جو کہ پاکستان کی اکثریت کا ایک بڑا مطالبہ ہے۔ بدقسمتی سے یہ خواب کبھی شرمندہ تعبیر نہ ہو سکا اگر کسی آمر نے عوامی احتجاج کو مدنظر رکھ کر آئین میں تبدیلی کرتے ہوئے اسلامی شقیں رکھیں تو بھی اس پر عمل درآمد کے لئے کبھی سنجیدہ کوشش نہیں کی گئی۔ اپنے اقتدار کو دوام دینے کے لئے ہر آمر نے مغرب سے تعلقات کو ترجیح تھی اور پاکستان کو دنیا کے سامنے ایک سیکولر سٹیٹ ثابت کرنے کی ہر ممکن کوشش کی۔

☆...... مذہبی طبقہ

مذہبی طبقہ بذات خود نفاذ اسلام کی راہ میں حائل ایک رکاوٹ ہے۔ وہ جماعتیں جو مذہب کے نام پر ووٹ لیکر اسمبلی میں پہنچتی ہیں ان کی قیمت صرف ایک وزارت ہوتی ہے۔ اور یوں وہ اسلام کے لئے مخلصانہ کوششوں کی بجائے اپنی وزارت کو محفوظ کرنے کی کوشش میں مصروف عمل دکھائی دیتے ہیں۔ بالفاظ دیگر شاہ سے زیادہ شاہ کے وفادار نظر آتے ہیں۔ مجھے افسوس سے لکھنا پڑ رہا ہے اسمبلی میں پہنچ کر مذہبی سیاسی جماعتوں کا مدعا بھی صرف ہوس اقتدار بن کر رہ جاتا ہے۔

☆......جذباتی نعرہ بازی

پاکستانی عام طور پر جذباتی اور بھلکڑ قوم واقع ہوئی ہے۔ ان کو مذہب کے نام پر بلیک میل کرنا بہت آسان ہے۔ بڑے بڑے اسلام دشمن بھی جب اسلام کے نام پر چورن بیچتے ہیں تو یہ قوم جذبات میں آ کر ان کو سچ سمجھ بیٹھتی ہے۔ میاں انعام الرحمٰن لکھتے ہیں

''قیام پاکستان کے بعد اس ملک میں نفاذ اسلام کی جدوجہد بجائے خود ایک اجتماعی معاشرتی خواہش کی مظہر رہی ہے کہ اسلام نافذ کیا جائے اور مملکت کے کے تینوں دساتیر کے بنیادی ڈھانچے ایک حد تک اسی معاشرتی خواہش کے سیاسی نتائج دیتے چلے آئے ہیں۔ 1973 کے آئین میں تو خیر سے ریاست کو بھی کلمہ پڑھا دیا گیا ہے کہ اسلام مملکت کا سرکاری مذہب قرار پایا ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ ملک کی آبادی کی غالب اکثریت کے عمومی رجحانات کا لحاظ رکھا جائے تو نفاذ اسلام کی اجتماعی معاشرتی خواہش خود بخود غلط معلوم نہیں ہوتی لیکن مسئلہ یہ ہے کہ یہ خواہش سادہ لوحی پر مبنی اور انتہائی خام صورت میں جب بھی (خام شکل میں) سامنے آتی ہے تو مقتدر حلقے بخوبی آگاہ ہوتے ہیں کہ ملکی آئین و قوانین میں معمولی سی تبدیلی حفاظتی والو کا کام دے سکتی ہے۔ دلچسپ بات یہ ہے کہ نفاذ اسلام کی جدوجہد کرنے والے اس حفاظتی والو کو اپنی کامیابی بھی گردانتے ہیں''

☆......حقیقی اسلامی روح سے نابلند

ہماری اکثریت درحقیقت فلسفہ نفاذ اسلام اور اسلامی روح سے نابلد ہے۔ عامۃ الناس چند ایک عبادات کے مجموعے کو اسلام سمجھتی ہے جبکہ اسلام پوری نظام حیات کے لیے یے ضابطہ حیات ہے۔ مطالعہ کی کمی اور دین میں لگن کی کمی کے باعث چند ایک لوگوں کی خود ساختہ تشریحات کو اسلام کا نام دے دیا جاتا ہے۔

☆......فرقہ واریت

پاکستان میں نفاذ اسلام کی راہ میں حائل ایک اور رکاوٹ مذہبی عقائد کا اختلاف ہے۔ ایک دوسرے کے حوالے سے عدم برداشت کا رویہ ہے۔ مجھے یہ لکھنے میں عار نہیں ہے کہ تمام مکاتب فکر کے لوگ اپنے اپنے خول سے باہر نکلنا نہیں چاہتے اور آپس میں گتھم گتھا رہتے ہیں۔ جس نے اسلام کو بہت نقصان پہنچایا ہے اور ایسے اختلافات کا نتیجہ انتشار کے علاوہ کچھ نہیں ہوتا۔ اور یوں اسلام پسند خود اسلام سے دوری کا سبب بنتے چلے جاتے ہیں۔ کاش ہم لوگ اپنے سلف سے اختلاف کرنے کا سلیقہ بھی سیکھ پاتے۔

☆......میڈیا اور انٹرنیٹ

میڈیا کو کسی بھی ریاست کا چوتھا ستون قرار دیا گیا ہے۔ میڈیا ہی کسی بھی بات کی تشہیر کا ذریعہ ہے لیکن افسوس سے کہنا پڑ رہا ہے کہ ہمارا میڈیا عام طور پر اسلام مخالف نظریات اور اسلام مخالف لوگوں کو پروموٹ کرتا دکھائی دیتا ہے اور یہود و نصاریٰ ایک منظم سازش کے تحت میڈیا اور انٹرنیٹ کے ذریعے مسلم ریاستوں میں بے حیائی، عریانی، فحاشی، مادر پدر آزادی اور مغربی تہذیب کو پھیلانے کے لیے مختلف این جی اوز کے ذریعے سرپرستی کر رہے ہیں۔ نسل نو کو اسلامی تہذیب و کلچر کی بجائے غیر مسلموں کی تہذیب کا دلدادہ بنایا جا رہا ہے۔ شمشیر و سناں کی بجائے طاؤس و رباب کا شوقین بنایا جا رہا ہے حضرت اقبال علیہ الرحمۃ نے فرمایا تھا

آ تجھ کو بتاؤں تقدیر امم کیا ہے
شمشیر و سناں اول طاؤس و رباب آخر

آج بھی اگر میڈیا کے ذمہ داران "ارطغرل" (سلطنت عثمانیہ کا بانی) جیسے ڈرامے قوم کے نوجوان طبقے کو دکھائیں تو ان میں اسلامی اقدار اور حمیت و غیرت ایمانی کا احیاء کیا جا سکتا ہے۔

☆......حاصل بحث

ماحصل کے طور پر عرض کرتا چلوں کہ آج بھی وہی اسلام ہے جو آج سے چودہ سو سال پہلے کامیابی کا ضامن تھا۔ صرف ضرورت اس امر کی ہے کہ صحیح معنوں میں اسلامی تعلیمات سے روشناس کروایا جائے اور مذہبی طبقہ بطور خاص آگے بڑھتے ہوئے ملت کی درست جانب رہنمائی کرے۔ جدیدیت اور اسلام کو ایک دوسرے کے خلاف کھڑا کرنے کی بجائے دونوں کو ساتھ ملا کر آگے بڑھا جائے تب ہی پاکستان ایک حقیقی اسلامی فلاحی ریاست بن کر اقوام عالم کی رہنمائی کر سکتی ہے اور اگر ہم بحیثیت مجموعی ان خامیوں پر قابو پالیں تو انشاءاللہ وہ دن دور نہیں جب پاکستان اپنی منزل اور قیام کے حقیقی مقصد کو پالے گا۔

اسلام زندہ باد، پاکستان پائندہ باد

شذرات

(سید صابر حسین بخاری صاحب مدیر اعلیٰ الحقیقہ)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

آہ اک ہدایت رساں نہ رہا!...... یہ خبر دنیائے سنیت میں اک برق بن کر پھیلی کہ فیصل آباد میں مخدوم اہل سنت مولانا سید زاھد علی شاہ قادری رحمۃ اللہ علیہ (۱۳۹۸ھ/۱۹۷۸ء) کے فرزند اکبر علامہ مولانا سید ہدایت رسول قادری رحمۃ اللہ علیہ ہمیں اچانک داغ مفارقت دے گئے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔۔۔ زمانہ طالب علمی ہی سے اپنی خداداد صلاحیتوں کی وجہ سے آپ نمایاں رہے ہیں۔ آپ اپنے والد گرامی کے قائم کیے گئے دارالعلوم نوریہ رضویہ گلبرگ اے فیصل آباد کے مہتمم تھے۔ آپ نامور عالم دین، منتظم اور عاشق رسول تھے۔ آپ ختم نبوت کے حوالے متحرک تھے اور فتنہ قادیانیت کے تعاقب میں ساری زندگی سرگرم رہے۔ ہر سال اپنے دارالعلوم میں جولائی میں "ردقادیانیت کورس" کا انعقاد فرماتے تھے جس میں ملک بھر سے ممتاز ارباب علم ودانش حاضر ہوتے اور لیکچرز دیتے تھے۔ آپ نے ردقادیانیت میں پروفیسر محمد یوسف صابر رحمۃ اللہ علیہ کی ایک اہم کتاب بھی شائع فرما کر تقسیم فرمائی تھی، آپ کی اچانک وفات سے ہم ختم نبوت کے ایک محافظ سے محروم ہو گئے ہیں۔ ان کا خلا پر ہونا محال ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے محبوب حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے طفیل آپ کی بخشش فرما کر آپ کے درجات بلند فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے آمین۔

آہ! حضرت قبلہ سلطان محمود دریاوی رحمۃ اللہ علیہ داغ مفارقت دے گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔۔ علاقہ چھچھ (حضرو، اٹک) کی معروف روحانی اور علمی شخصیت حضرت علامہ مولانا قبلہ سلطان محمود دریاوی رحمۃ اللہ علیہ کسی تعارف کے محتاج نہیں۔ آپ حضرت خواجہ قبلہ عبدالغفور دریاوی رحمۃ اللہ علیہ کے فرزند ارجمند اور جانشین تھے۔ زہد وتقوی میں اپنی مثال آپ تھے، آپ کی ساری زندگی درس وتدریس میں گزری۔ آپ کے دم قدم سے آستانہ عالیہ دریائے رحمت شریف کی رونقیں دوبالا تھیں۔ آپ سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سچے غلام اور عاشق تھے، آپ نے ہمیشہ سنت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پاسداری فرمائی۔ خود بھی سنت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر چلتے اور دوسروں کو آقا ومولا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت پر چلنے کی تاکید فرماتے تھے۔ آپ اکابرین اہل سنت کی نہایت احترام فرماتے تھے۔ آپ کی اصاغر نوازی بھی مشہور تھی۔ آپ نے ساری زندگی صحابہ کرام اور اہل بیت اطہار کے ادب واحترام کا درس دیا اور افراط وتفریط سے دور رہنے کی تلقین فرمائی۔ سادات کرام کا بے حد احترام فرماتے تھے۔ فقیر کے مہربان اور قدردان تھے، بندہ جب بھی حاضر ہوا تو آپ نے محبت وشفقت کی انتہا فرما دی۔ ضعیف العمری اور علالت کے باوجود کھڑے ہو جاتے اور جب مصافحہ اور معانقہ ہوتا تو فرط جذبات سے اس ناچیز کے ہاتھوں کو چومنے میں پہل فرماتے۔ علمائے کرام، حفاظ کرام اور سادات کرام سے آپ کی جہاں محبت دیدنی تھی وہاں بے شرع اور بے ادب لوگوں کے ساتھ آپ کا غیض وغضب بھی دیکھنے والا ہوتا تھا۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان قادری برکاتی بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیمات وخدمات کا برملا اظہار فرماتے تھے۔ آپ نے جہاد بالقلم میں بھی نمایاں حصہ لیا تھا۔ اس پر مختلف موضوعات پر آپ کے لکھے گئے مقالات ومضامین شاہد عادل وناطق ہیں۔ ان کا مجموعہ "مقالات سلطانی" کے نام سے شائع ہو چکا ہے۔ آپ نے اپنے عظیم والد گرامی حضرت خواجہ حافظ عبدالغفور دریاوی رحمۃ اللہ علیہ کی سوانح "لمحات نور" لکھی جسے شہرت عام اور بقائے دوام ملا۔ آپ کی وفات حسرت آیات سے آج علاقہ چھچھ ایک عظیم علمی وروحانی شخصیت سے محروم ہو گیا ہے اور ہم ایک عاشق رسول شیخ طریقت سے محروم ہو گئے ہیں۔ آپ کے جانشین آپ کے اکلوتے صاحب زادے صاحب زادہ محمود احمد صاحب زید مجدہ ہیں۔ دکھ اور غم کی اس گھڑی میں ہم ان کے برابر کے شریک ہیں۔ جانے والے واپس تو نہیں آتے لیکن ان کی یادیں آتی رہیں گی۔ اللہ تعالیٰ اپنے محبوب حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے طفیل آپ کی بخشش فرما کر آپ کے درجات بلند فرمائے اور نہ صرف پسماندگان بلکہ ہم سب کو صبر جمیل عطا فرمائے آمین ثم آمین بجاہ سید المرسلین خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ اجمعین۔

Reg No: C.P.L.208

Monthly Mujjalah **AL-HAQIQA** January 2020

